امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71

مورخہ ۲۲ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۵ر اپریل ۲۰۲۱ء روز سوموار

شمارہ نمبر 14

اس شمارہ میں

■ اللہ اور رسول اللہ کی باتیں، دینی مسائل
■ شیخ الحدیث مولانا فخر الدین احمدؒ
■ گلِ ازدواجی زند (تبصرۂ کتاب)
■ شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریاؒ
■ سوشل میڈیائی مصلحین ومفکرین......
■ دہشت گردی کی حقیقت
■ ہلال رمضان کا پیغام
■ ابوالکلامیات کے سرمایے پر ایک نگاہ
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں
■ طب وصحت، ہفتہ رفتہ

رمضان : نیکیوں کا موسم بہار

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہر کام کا سیزن اور موسم ہوتا ہے اور اپنے اپنے متعلقہ کاموں کے سیزن کا لوگوں کو انتظار رہتا ہے، کیوں کہ اس کی نفع بخشی سے کاروبار زندگی میں رونق آتی ہے اور سال بھر معاشی زندگی پر اس کے اثرات باقی رہتے ہیں، ایمان والوں کو بھی ایک سیزن کا انتظار رہتا ہے اور وہ سیزن ہے نیکیوں کے موسم بہار کا، جسے ہم رمضان المبارک کے نام سے جانتے ہیں، اس موسم کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شر پھیلانے والی بڑی قوت شیطان کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے، خیر کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، قلب ونظر اور ذہن ودماغ پر اس سیزن کے اثرات خوش کن ہوتے ہیں، خیر کے کاموں کی طرف رجحان بڑھتا ہے اور برائیوں سے فطری طور پر دل میں نفور پیدا ہوجاتا ہے، مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں، تلاوت قرآن کریم کی آواز ہر گھر سے آنے لگتی ہے، خیرات وزکاۃ دینے والے، ادارے، تنظیمیں اور افراد کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے آگے آتے ہیں، انسان غریبوں، مسکینوں ہی کے لئے نہیں محلہ میں اہل ثروت روزہ داروں کے لیے بھی دستر خوان سجاتا ہے کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ افطار کا ثواب روزے کے ثواب کے برابر ہے، دستر خوان پر جتنی چیزیں رمضان میں جمع ہوجاتی ہیں اس کا چوتھا حصہ بھی عام دنوں میں دستر خوان پر دیکھنے کو نہیں ملتا، روزہ کو حدیث میں ڈھال کہا گیا ہے اور اس ڈھال کے ذریعہ ایمان والا خیر کو اپناتا اور شر کو چھوڑتا ہے، دھوپ کی تمازت، پیاس کی شدت اور غضب کی بھوک میں بھی اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ عمل رضائے الٰہی کا سبب ہے اور جو ثواب ملے گا اس کا پیمانہ مقرر نہیں ہے، حدیث قدسی ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، عام طور سے نیک اعمال میں ثواب کا فارمولہ ایک پر دس کا ہے، قرآن کریم میں مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا مذکور ہے یعنی ایک نیکی کیجئے دس پایئے؛ لیکن روزہ ظاہر کے اعتبار سے ایک مخفی عبادت ہے، لیکن بندے کا روزہ کس پائے کا ہے، اللہ ہی جانتا ہے، اس لئے روزہ کے اجر وثواب کا فارمولہ الگ ذکر کیا گیا کہ وہ اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی اس کے روزے کے اعتبار سے بدلہ عطا فرمائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں ہی اس کا بدلہ ہوں، ظاہر ہے اللہ جس کو مل جائے اسے کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہے گی، اس لیے ایمان والوں کو اس موسم بہار سے اس طرح فائدہ اٹھانا چاہیے کہ دل کی دنیا بدل جائے اور زندگی اس راستے پر چل پڑے جو اللہ اور اس کے رسول کو مطلوب ہے، اس کے لئے روزہ کے ساتھ تراویح وتہجد اور تلاوت قرآن کا اہتمام بھی کرنا چاہیے اور خود کو منکرات سے بچانا بھی چاہیے، اس حد تک کہ کوئی جھگڑے پر اُتارو ہو تو آپ کہہ دیجئے، میرا روزہ ہے، ایسا روزہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے، اور تقویٰ ہی رضائے الٰہی تک لے جانے والی شاہ راہ ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمادی الثانی کے گزرنے اور رجب المرجب کا چاند طلوع ہوتے ہی رمضان المبارک کی تیاری شروع فرماتے رجب ہی سے روزانہ کے معمولات میں اضافہ ہوجاتا، شعبان آتا تو کثرت سے روزے رکھتے، اور ایسی کثرت ہوتی کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ گمان ہوتا کہ رمضان المبارک کے روزوں سے ملا دیں گے، اسی پس منظر میں یہ بھی فرمایا کرتے کہ شعبان میرا مہینہ ہے، یعنی روزے اللہ نے اس مہینہ میں فرض نہیں کئے؛ لیکن مجھے وہ عمل پسند ہے جو اللہ کی طرف سے رمضان میں فرض ہے، شعبان کی پندرہ شب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کا خصوصی اہتمام فرماتے، اس رات میں خود اللہ رب العزت کی طرف سے رمضان کے آنے کے قبل ایسے انعامات اور فیوض وبرکات کا اعلان ہوتا ہے کہ بندے میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رمضان کی آمد آمد ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول سورج غروب ہونے کے بعد سے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ منادی آواز لگاتا رہتا ہے کہ کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے جسے میں بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا جس پر رزق کے دروازے کھول دوں، پھر رمضان میں جو مغفرت کا اعلان عام ہوتا ہے اس سے قبل ہی بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر پندرہ شعبان کی شب میں گنہگاروں کی مغفرت کردی جاتی ہے، اتنی کثرت سے مغفرت ہی کی وجہ سے اسے لیلۃ البراءۃ کہا جاتا ہے۔

مفسرین کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ اللہ نے اس رات میں قرآن کریم کے نزول کا فیصلہ کیا، جس کی تنفیذ شب قدر میں ہوئی؛ گویا جس طرح موسم بہار کی آمد سے قبل آثار وقرائن بتاتے ہیں کہ باد بہاری چلنے والی ہے اور صبح کی سفیدی روشن دن کے آنے کی خبر دیتی ہے، اس طرح اللہ رب العزت اس ماہ مبارک کے آنے سے قبل ہی اس کے فیوض وبرکات کے ایک حصہ کا آغاز شعبان سے کردیتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی تیاریوں میں مشغول رہتے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے سامنے رمضان المبارک کی عظمت واہمیت بیان فرماتے۔ پھر جب شعبان کے آخری ایام آتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استقبال رمضان پر تقریر فرماتے اور لوگوں کو خیر کے کاموں کی طرف ابھارتے۔

رمضان کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر جو حضرت سلمان فارسی کے حوالے سے احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگو! ایک باعظمت مہینہ آپہونچا ہے یہ ماہ رمضان ہے۔ اس ماہ میں جو شخص کوئی نیک کام کریگا اس کا ثواب فرض کے برابر اور فرض ادا کریگا تو اس کا ثواب ستر فرض کے برابر ملے گا، جو روزہ دار کو افطار کرائے گا وہ جہنم سے خلاصی پائے گا۔ اور اسے روزہ دار کے بقدر ثواب ملے گا، جب کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور یہ ثواب محض ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرانے پر بھی ملے گا۔ اور اگر کسی نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلا دیا تو حوض کوثر سے ایسی سیرابی ہوگی کہ جنت میں داخلے تک پیاس نہیں لگے گی اور جنت بھوک پیاس کی جگہ نہیں ہے، فرمایا: اس ماہ کا پہلا حصہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ماہ میں اپنی خاص رحمت سے ایسا انتظام کرتے ہیں کہ شیطان بندوں کو گمراہ نہ کرسکے، اور برائی پر آمادہ کرنے سے باز آجائے اسی لئے جنات اور سرکش شیاطین کو پابند سلاسل کردیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے پورے ماہ کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور منادی خدا کی طرف سے آواز لگاتا ہے کہ خیر کے طالب آگے بڑھو اور شر کی طرف مائل لوگو رک جاؤ، باز آؤ، اتنے اہتمام کے باوجود اگر کوئی مسلمان اس ماہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور جنت کے حصول کے سامان نہیں کرتا تو بدبختی اور شقاوت کی انتہا ہے۔

روزہ کا ایسا اہتمام کیا جائے جو شریعت کو مطلوب ہے، اور جس سے تقویٰ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، روزہ صرف کھانے پینے اور شہوانی خواہشات سے پرہیز تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ آنکھ، دل، دماغ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، اور سبھی اعضاء وجوارح کا روزہ رکھا جائے، آنکھ غلط چیزوں کو نہ دیکھے، دل گناہوں کی طرف مائل نہ ہو، دماغ خدا کے احکام کے خلاف نہ سوچے، کان غلط نہ سنے، زبان غیبت، چغل خوری، جھوٹ، طعن وتشنیع گالی گلوج سے محفوظ رہے، اور اعضاء وجوارح خدا کی مرضیات پر لگ جائیں، ایسا روزہ دراصل روزہ ہے، چونکہ یہ غم گساری کا بھی مہینہ ہے اس لیے جہاں کہیں بھی رہے، جس کام میں لگا ہوا ہے۔ اس میں اس کو ملحوظ رکھے، حسب استطاعت غربا کے خورد ونوش اور محتاجوں کی ضروریات کی کفالت کا بھی نظم کرے کہ یہ بھی روزہ کے مقاصد میں سے ایک ہے، ہم لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خورد ونوش کی سہولتیں دے رکھی ہیں اور بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس پورے سال نہیں ہوتا، بلکہ شادی اور دیگر تقریبات میں کھانے پینے کی اشیاء کو ضائع کرتے ہیں، انہیں روزہ میں جب بھوک پیاس لگے تو ان کے اندر یہ احساس جاگنا چاہئے کہ سماج کے دبے کچلے لوگ جن کے گھر چولہا بڑی مشکل سے جلتا ہے۔ اور کئی بار فاقہ میں رات گذر جاتی ہے، کس قدر پریشانیاں محسوس کرتے ہوں گے، اس وجہ سے اکابر نے اس بات پر زور دیا کہ افطار اور کھانے میں تلافی مافات کی غرض سے اتنا نہ کھالے کہ روزہ رکھنے سے جو شہوانی قوت میں تھوڑی کمی آئی تھی وہ جاتی رہے اور سحری میں اس قدر نہ کھالے کہ دن بھر بھوک پیاس کا احساس ہی نہ ہو۔ اس ماہ میں مدارس کے اساتذہ اور اکابر علماء، ادارے تنظیموں اور مدارس کی فراہمی مالیات کے لئے کوشاں اور متفکر ہوتے ہیں۔ ان کا اکرام کیا جائے، اور محسوس کیا جائے کہ وہ امراء پر احسان کرتے ہیں کہ ان کی زکوۃ بروقت مناسب جگہ پہنچ جاتی ہے، اس لئے جھڑک کر اور بار بار انہیں دوڑا کر اپنے عمل کو ضائع نہیں کرنا چاہیے اس سے علماء کی بے وقعتی بھی ہوتی ہے اور ثواب بھی ضائع ہوتا ہے۔

اس موقع سے یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بہت سارے لوگ ٹی وی کے ان پروگراموں کو دیکھنے میں وقت برباد کرتے ہیں جو استقبال رمضان یا رمضان کے لیے خصوصی پروگرام کے حوالہ سے پیش کیے جاتے ہیں، ان پروگراموں کو دیکھنے میں وقت برباد کرنا کسی طور پر مناسب نہیں ہے، کیوں کہ ان پروگراموں میں بھی منکرات کی بھر مار ہوتی ہے، لہو ولعب کے وہ مناظر ایڈورٹائز اور اشتہار کے طور پر دکھائے جاتے ہیں جو شرعی طور پر منکرات کے ذیل میں آتے ہیں، یقیناً قرآن کریم کی تلاوت، نعت خوانی اور روزہ رمضان کی مناسبت سے ترغیبی گفتگو اچھی چیز ہے، لیکن اس اچھے کام کے ساتھ منکرات کی ایک لمبی فہرست اس میں ہوتی ہے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ ٹی وی بند کردیں اور سارا وقت تلاوت کلام پاک اور ذکر واذکار میں لگائیں یہ آپ کی اخروی زندگی کے لیے فائدہ مند اور رمضان المبارک کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں —— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خاندانی نظام کا استحکام

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت پھیلائے اور اللہ سے ڈرتے رہو، جس کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تم لوگوں پر نگراں ہیں۔ (سورہ نساء/۱)

تشریح:۔ قرآن مجید نے انسانی وحدت کا ایک عالمی تصور پیش کرتے ہوئے کہا کہ پوری انسانیت ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، گویا قرآن مجید نے انسانوں کی بنائی ہوئی تمام تفریقات کو توڑ دیا، اور بتلایا کہ فخر و عزت کی چیز درحقیقت ایمان اور تقویٰ ہے، ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے، جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، یہاں رنگ و نسل اور علاقہ و زبان کی بنیاد پر تفریق کی قطعا گنجائش نہیں، اس لئے نکاح کے وقت قاضی نکاح جن آیات کی تلاوت کرتا ہے ان میں ایک آیت یہ بھی ہے کہ ازدواجی حقوق صرف شرعی اور قانونی نہیں بلکہ ان میں طبعی اور نفسیاتی حقوق بھی ہیں جو فطرۃ ایک دوسرے کو خیر خواہی اور باہمی تعاون پر آمادہ کرتی ہے، انسان میں طبعی طور پر دوستی اور محبت کا جذبہ موجزن رہتا ہے جو اس کے دکھ درد، مصیبت و پریشانی اور ہزاروں منتشر افکار میں قلبی سکون کا ذریعہ بنتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام نکاح کے ذریعہ ہی پایہ تکمیل کو پہونچ سکتا ہے، البتہ بیوی صنفی طور پر نازک اور کمزور ہوتی ہے، اور شوہر (مرد) جسمانی اختیار سے توانا ہوتا ہے، اس لئے خوف خدا کا تصور غالب رہے اور بیوی پر زیادتی اور زور آزمائی سے بچا جائے، اور نظم و اتحاد کے ساتھ زندگی بسر کی جائے وہاں طاقت و قوت کی برتری کا ہرگز مظاہرہ نہ ہو کہ باہمی ربط و تعلق میں شگاف پیدا ہو جائے، مگر ستم ظریفی کہئے کہ جو مذہب عالمگیر وحدت کا داعی و پیامبر ہے، آج خود اس کے پیروکار خاندانی و نسلی برتری اور قوت و توانائی کی بنیاد پر اونچی اونچی دیواریں کھڑی کر دیں، جس سے خاندانی نظام کے تانے بانے بکھرنے لگے ہیں، میاں و بیوی کا جو رشتہ عبادت کے جذبہ سے قائم ہوا تھا وہ اونچ نیچ کے خانوں میں تقسیم ہو گیا اور آج اس کی وجہ سے دل کا سکون مفقود ہوتا جا رہا ہے، زندگی کی گاڑی کے پہیئے کمزور ہوتے جا رہے ہیں، حالانکہ اسلام نے خاندانی رشتوں کو مضبوط و مستحکم کرنے لئے ہر ایک کے حقوق کو الگ الگ بیان کیا تا کہ انسانی زندگی میں خیر و برکت اور امن و سکون کی فضا قائم رہ سکے اور معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن سکے، اس لئے خطبہ نکاح میں مذکورہ آیت کی تلاوت ہوتی ہے چونکہ دولہا اور دلہن ایک نئی زندگی میں قدم رکھ رہے ہیں، قدم قدم پر اللہ سے ڈرتے رہیں اور حقوق کی ادائیگی کا پاس و لحاظ رکھیں۔

آزمائش، بلندی مراتب کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مصیبت ہمیشہ مومن بندہ اور مومن بندی کے ساتھ رہتی ہے، اس کی ذات میں بھی اور اس کی اولاد میں بھی، اور اس کے مال میں بھی، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (ترمذی شریف)

مطلب:۔ انسانیت کی تاریخ بتلاتی ہے کہ کامیابی اور قربت خداوندی ابتلا و آزمائش کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے، انبیاء علیہم السلام کی پوری سیرت، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کے حالات زندگی پر نظر رکھنے والے مورخین و سیرت نگاروں کی نگارشات اس بات کی شاہد ہیں کہ ان نفوس قدسیہ کو بلند مراتب آزمائشوں کے بعد ہی ملے ہیں، یہ آزمائش ہر قسم کے گرد و غبار اور میل و کچیل کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہیں، جناب ماہر القادری نے لکھا ہے کہ قدرت جس کو بڑا بنانا چاہتی ہے اسے آزمائش کی بھٹیوں میں تپاتی اور غم و الم کے خارزاروں سے گذارتی ہے، پہلے غموں سے قلب میں گداز پیدا کیا جاتا ہے کہ اس گداز کو دوسروں کی غم خواری کے کام آتا ہے اور سانحے طبیعت میں نکھار پیدا کرتے ہیں، عیش و عشرت سے دنیا کی بڑی شخصیوں کو جان بوجھ کر دور رکھا جاتا ہے، آلام و مصائب کے افق سے ہی عظمتوں اور بلندیوں کے آفتاب طلوع ہوا کرتے ہیں، قدرت کا یہی دستور اور یہی مصلحت ہے (در یتیم ص ۵۳) اسی لئے ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ؟ سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے، فرمایا انبیاء کی، پھر جوان کے قریب تر ہوں، آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، پس اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہو تو اس کی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے، اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اسے اس کے دین کے بقدر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پس آزمائش بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے، یہاں تک کے اس کو ایسا کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا (ترمذی شریف) اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مصائب و تکالیف اور تنگی و بیماری میں مبتلا ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں ہے، اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی نے بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ۔ آزمائش خداوندی سے مقصود نتائج کو دنیا پر ظاہر کر دینا ہوتا ہے ورنہ حق تعالیٰ کو تو یہ علم ظاہر ہے کہ ہمیشہ سے ہے، زمین و آسمان کا فرق ہے اس چوٹ کے درمیان جو دشمن کے ہاتھ سے پہونچتی ہے اور اس نشتر کے جو شفیق ڈاکٹر لگاتا ہے ایک کی بنیاد تمام تر بدخواہی پر ہوتی ہے اور دوسرے کی بنیاد یکسر اخلاص پر، عام انسانوں کو جو دکھ درد دنیا میں پہونچتے رہتے ہیں اس سے کتنی مختلف وہ تکلفیں ہوتی ہیں جو محض بہ طور آزمائش اور محض از دیار مراتب کی خاطر ایک مومن کو حکیم مطلق و شفیق مطلق پروردگار کی طرف سے پہونچائی جاتی ہے (تفسیر ماجدی ۲۷۰)

لہذا آزمائش خداوندی میں جس کے جتنے زیادہ عقیدے مضبوط ہوں گے اسی قدر اس کے دل کی دنیا میں امن و سکون حاصل رہے گا، اس لئے مومنانہ شان یہ ہے کہ وہ صبر آزما حالات میں خندہ پیشانی سے تکالیف کو برداشت کرے، زبان پر کوئی حرف شکایت نہ لائے یہی وہ عشق و محبوبیت کا مقام ہے جہاں سے شان عبودیت نمایاں ہوتی ہے اور انسان کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔

دینی مسائل

مفتی احکام الحق قاسمی

یوم الشک کا روزہ

۲۹ر شعبان کو اگر رمضان کا چاند نظر نہ آئے اور نہ ہی دوسرے ذرائع سے فی الوقت چاند کی کوئی اطلاع ہو تو اگلے دن روزہ کے سلسلہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص رمضان کے روزہ کی نیت سے روزہ رکھتا ہے اور بعد میں رویت ثابت ہو جاتی ہے تو رمضان کا روزہ شمار ہوگا یا نہیں؟ اگر نفل یا دوسرے واجب روزہ کی نیت سے روزہ رکھتا ہے اور رویت ثابت ہو جاتی ہے تو وہ نفل یا واجب روزہ رمضان کے روزہ میں تبدیل ہوگا یا نہیں؟ اگر رویت ثابت نہیں ہوتی ہے تو وہ نفلی روزہ یا واجب روزہ ادا ہوگا یا نہیں؟ یا اس میں کوئی کراہت ہے؟ اگر نفل روزہ یا رمضان کے روزہ کی نیت سے روزہ رکھا اور رویت ثابت نہ ہونے کی صورت میں اس روزہ کو توڑ دیتا ہے تو کیا اس کی قضا لازم ہوگی؟ نیز اس دن روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں، بہتر کیا ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب —————— و باللہ التوفیق

۲۹ر شعبان کو اگر رویت ہلال کے سلسلہ میں شک ہو کہ رویت ہوئی یا نہیں اور اس کی تحقیق نہ ہو سکے تو اگلا دن یوم الشک کہلائے گا، اس دن روزہ رکھنے کا شرعاً کیا حکم ہے اور اس دن کا روزہ ہوگا یا نہیں، اس کی مختلف صورتیں ہیں، تفصیلات درج ذیل ہیں:

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ یوم الشک میں رمضان ہی کی نیت سے روزہ رکھے، نفل یا کسی دوسرے واجب روزہ کی نیت نہ ہو تو اس طرح روزہ رکھنا شرعاً صحیح ہے؛ لیکن مکروہ تحریمی ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے واجب روزہ مثلاً قضا، کفارہ اور نذر وغیرہ کی نیت سے روزہ رکھے تو اس طرح روزہ رکھنا بھی شرعاً صحیح ہے؛ لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ "والثانی أن ینوی عن واجب آخر وهومکروه أیضاً لماررویناإلا أن هذا دون الأولی فی الکراهة". (الهدایة : ۲۱۳/۱)

"(ولوصامه لواجب آخر کره)تنزیهاً". (الدر المختار مع ردالمحتار: ۳۴۷/۳)

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ وصف نیت میں تردد ہو، یعنی نیت یہ ہو کہ اگر رمضان کا ثبوت ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا ہوگا، ورنہ نفل، یا دوسرے واجب مثلاً: قضا، کفارہ، نذر وغیرہ کا ہوگا، تو اس طرح روزہ رکھنا بھی کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہوگا۔ "(قوله: ویصیر صائماً مع الکراهة)لوردد فی وصفها،الخ (قوله:مع الکراهة)أی تنزیهیة لأن کراهة التحریم لایثبت إلا إذا جزم أنه عن رمضان کما أفاده الشارح سابقاً". (الدر المختارمع ردالمحتار: ۳۵۰/۳)

مذکورہ تینوں صورتوں میں اگر بعد میں تحقیق سے رمضان کے چاند کی رویت ثابت ہو گئی تو یہ رمضان کا شمار ہوگا اور اگر رویت ثابت نہ ہو سکی تو بھی روزہ صحیح ہو جائے گا؛ البتہ اگر وصف نیت میں تردد ہو تو واجب روزہ ادا نہ ہوگا؛ بلکہ وہ نفل روزہ ہوگا اور اس کا وجوب ذمہ میں باقی رہے گا۔ واضح رہے کہ مذکورہ سبھی صورتوں میں اگر رمضان ثابت نہ ہوا اور کوئی روزہ توڑ دے تو اس کی قضا لازم نہیں ہوگی؛ البتہ اگر کسی واجب کی قضا کی نیت ہو تو وہ واجب روزہ ادا نہیں ہوگا، اس کی قضا کرنی ہوگی۔ (ہدایہ: ۲۱۳/۱-۲۱۴)

۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ یوم الشک کی شب میں نیت کی کہ اگر کل رمضان کا ثبوت ہو گیا تو روزہ رکھوں گا؛ ورنہ روزہ نہیں رکھوں گا، اس نیت کے ساتھ روزہ رکھ بھی لیا اور رمضان کا ثبوت ہو بھی گیا، پھر بھی اصل نیت میں تردد ہونے کی وجہ سے اس کا روزہ شرعاً درست نہیں ہوگا، بعد میں رمضان کے ایک روزہ کی قضا لازم ہوگی۔ "(ولیس بصائم)لوردد فی أصل النیة (نوی أن یصوم غداً إن کان من رمضان وإلا فلاصوم". (الدر المختار مع ردالمحتار: ۳۴۹/۳)

۵۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ یوم الشک میں روزہ رکھا اور نیت رمضان یا کسی دوسرے واجب کی نہ ہو، بلکہ قطعی طور پر نفل ہی کی ہو تو اس طرح روزہ رکھنا بلا کراہت شرعاً صحیح و درست ہے، اگر بعد میں رمضان کا ثبوت ہو جائے تو یہ نفل روزہ رمضان کا روزہ شمار ہوگا، بعد میں قضا کی ضرورت نہیں ہے اور اگر رمضان کا ثبوت نہیں ہو سکا تو نفلی روزہ شمار ہوگا، توڑ دینے کی صورت میں قضا لازم ہوگی۔ "وإن نوی التطوع فالصحیح أنه لابأس به". (الفتاوىٰ الهندیة: ۲۰۱/۱، هکذا فی الهدایة: ۲۱٤/۱)"فإن ظهر أنه من رمضان کان صائماً عنه وإن ظهر أنه من شعبان کان متطوعاً وإن أفطر کان علیه القضاء لأنه شرع ملتزماً،هکذا فی فتاویٰ قاضیخان". (الفتاوىٰ الهندیة: ۲۰۹/۱)

اس پانچویں صورت میں روزہ رکھنا تو بلا کراہت جائز و درست ہے، البتہ بہتر کیا ہے، روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرات فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو ہفتہ میں کسی متعینہ دن مثلاً: سنیچر، اتوار، یا ہر مہینہ کے آخری ایام میں تین دن یا اس سے زیادہ روزہ رکھنے کا معمول اور عادت ہو اور یوم الشک انہیں ایام میں سے کسی دن پڑ جائے تو ان لوگوں کے لیے یوم الشک میں روزہ رکھنا افضل و بہتر ہے، خواہ یہ معمول خواص کا ہو یا عوام کا۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار: ۳۴۷/۳) اور اگر اس طرح کا معمول نہ ہو تو عوام بغیر کچھ کھائے پیئے اور بغیر روزہ کی نیت کے زوال (نصف النہار) تک چاند کے ثبوت کا انتظار کریں، اگر چاند کی تحقیق ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے تو روزہ کی نیت کر لیں، روزہ ادا ہو جائے گا، بعد میں قضا کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اس وقت تک رمضان کی پہلی تاریخ کا ثبوت نہ ہو سکے تو پھر افطار کر لیں، روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور خواص (مفتی، قاضی) حضرات یوم الشک میں بہ نیت نفل روزہ رکھ لیں، چاند کے ثبوت و عدم ثبوت کا انتظار نہ کریں، البتہ اپنے روزہ کا اظہار عوام کے سامنے نہ کریں؛ تا کہ عوام رمضان کا روزہ سمجھ کر رکھنا نہ شروع کر دیں جو شرعاً ممنوع ہے۔ (رد المحتار: ۳۴۸/۳-۳۴۹) واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 14 مورخہ ۲۲/شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۵/اپریل ۲۰۲۱ء روز سوموار

نئے نائب امیر شریعت

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے طویل غور وفکر کے بعد دستور امارت کے مطابق امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ٹرسٹی، مجلس عاملہ امارت شرعیہ کے رکن، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے مدعو خصوصی، دارالعلوم وقف دیو بند کے مؤقر استاذ الجامعۃ الفاروقیہ دیکی اور جامعہ صدیقیہ جھوا ارریہ کے سرپرست مولانا محمد شمشاد رحمانی (ولادت ۲/فروری ۱۹۸۳ء) بن محمد عیسیٰ رحمانی ساکن جھوا، ڈاکخانہ پٹیکیہ ضلع ارریہ کو نائب امیر شریعت کے منصب پر نامزد کیا ہے، ان کی صلاحیت اور صالحیت پر اکابر کو اعتماد رہا ہے، دارالعلوم وقف کی انتظامیہ بھی ان کی جد وجہد اور سعی مسلسل کو بنظر استحسان دیکھتی ہے، توقع کی جاتی ہے کہ اس نامزدگی سے امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے میں مدد ملے گی اور امارت شرعیہ کی تاریخ کے زریں سلسلے کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بنے گا۔

مولانا محمد شمشاد رحمانی تدریس، تصنیف اور تقریر تینوں امور میں یدطولیٰ رکھتے ہیں، ان کی ابتدائی تعلیم مدرسہ فیض العلوم رحمانی جھوا، دارالعلوم رحمانی منورنگر زیرو مائل ارریہ اور دارالعلوم بہادر گنج کشن گنج میں ہوئی، عربی چہارم سے دورہ حدیث تک کی تعلیم انہوں نے جامعہ رحمانی مونگیر میں (۱۹۹۶ء تا ۲۰۰۰ء) حاصل کی، ۲۰۰۱ء میں دارالعلوم وقف سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۲ء میں وہیں سے تکمیل ادب کیا، حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ کے ادارہ جامعہ دینیات اردو سے فاضل کے امتحان میں کامیابی حاصل کی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی سے بی اے کیا، ۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۴ء دارالعلوم وقف میں معین المدرس کی حیثیت سے کام کیا، ۲۰۰۵ء سے بحیثیت مدرس دارالعلوم وقف میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، اس دوران انہوں نے حدیث اصول حدیث، تفسیر، اصول تفسیر، فقہ اصول فقہ، ادب ومعانی، بلاغت، منطق، نحو، صرف کی نصابی کتابوں کا درس دیا اور ایک کامیاب مدرس کی حیثیت سے اپنی پہچان بنائی۔

تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا تو کیف تدیر الحفلة اللغة العربی. الخطب القاسمیة، اسماء القرآن، علم تفسیر، تاریخ وتعارن، الامام محمد قاسم النانوتوی: حیات وتحریکات، الامام محمد قاسم نانوتوی: علمی خدمات، دعوتی وتجدیدی کارنامے، رہنمائے انشاء (سات حصے) تذکرہ حضرت مولانا غلام نبی کشمیری تفسیر پارہ عم، فضائل درود ودعا جیسی اہم کتابیں علمی دنیا کو دیں، وہ کئی قومی اور بین الاقوامی سیمناروں میں شرکت کر چکے ہیں، اور ان کے مضامین ومقالات جو مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں، دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔

تقریر کے میدان میں ان کی سنجیدہ اور پر اثر خطابت کے اہل علم قائل ہیں اور ملک کے جلسوں میں ان کی شرکت کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے، گذشتہ چند سالوں میں مختلف پروگراموں میں انہوں نے امارت شرعیہ کی کامیاب ترجمانی کی ہے، وہ خانقاہ رحمانی، اپنی مادر علمی جامعہ رحمانی اور وہاں کے اکابر کے معتقد اور خوشہ چیں رہے ہیں، ان کی علمی شناخت اور ذہنی ساخت میں خانقاہ رحمانی کے بزرگوں اور خانوادہ قاسمی کے با فیض اکابر کا بڑا ہاتھ رہا ہے، وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کا دل ہر لمحہ ان اداروں اور اکابر کے لیے شکر وامتنان کے جذبات سے لبریز رہتا ہے۔

نائب امیر شریعت جواں سال ہیں، کام کرنے کا جذبہ ہے، تحریکی مزاج رکھتے ہیں، سنجیدگی ان کی زندگی کا خاصہ اور لازمہ ہے، ایسی شخصیت کی نامزدگی امارت شرعیہ کے لئے فال نیک ہے، ہم ان کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کی دعا پر اپنی بات ختم کرتے ہیں۔

اوپر بنے رہیے

ہر آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی کے تمام مراحل میں دوسروں سے نمایاں، بلند اور اونچا دکھائی دے، اس کے لیے وہ سب سے اوپر کی منزل کو پسند کرتا ہے، دوسرے نمبر پر جانا اسے پسند نہیں ہوتا وہ چاہتا ہے کہ ایک نمبر کی پوزیشن میں ہمارا کوئی شریک وسہیم نہ رہے اور یہ مقام بلا شرکت غیر میرے نام محفوظ ہو جائے۔

لوگوں کی بھیڑ میں ہر ایک اس کا خواہشمند ہوتا ہے، اس لیے ایک نمبر کو پانے اور اس پر بنے رہنے کے لیے مزاحمت ہوتی ہے، یہاں کوئی کسی کو راستہ دینے کو تیار نہیں ہوتا، اس کا حل بعض لوگ یہ نکالتے ہیں کہ اپنے سے آگے والے کو گرا کر، روند کر، اس کی حیثیت عرفی کو کم کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں، ظاہر ہے یہ صورت حال بعض اعتبار سے مہلک ہوتی ہے کیوں کہ اس میں بعضوں کی حق تلفی ہوتی ہے، بعضوں کے جان کے لالے پڑتے ہیں اور بعض مرتبہ اس دھکا مکی میں آدمی مات کھا کر خود ہی گر پڑتا ہے اور دوسرے اسے روند کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔

اس فطری خواہش کی تکمیل کا ایک طریقہ انتہائی محفوظ ہے اور وہ یہ ہے کہ پیغام بھیجتے رہے، درود واذکار بھیجتے رہیے، خدا سے فریاد کرتے رہیے آپ ایک نمبر پر ہوں گے، اس حقیقت کو سمجھنا بہت زیادہ مشکل نہیں ہے، آج سوشل میڈیا کا دور ہے، ہر کوئی پیغام رسانی اور پوسٹ کرنے میں مشغول نظر آتا ہے، جو پوسٹ بھیجتا رہتا ہے وہ اوپر چلتا رہتا ہے، جس نے پوسٹ بھیجنا بند کیا، وہ باقی تو رہتا ہے، لیکن دھیرے دھیرے نیچے چلا جاتا ہے، فیس بک وغیرہ پر تو اتنا نیچے چلا جاتا ہے کہ اس کی تلاش بھی دشوار ہو جاتی ہے اور خواہش کے باوجود اس پوسٹ تک پہونچنا ممکن نہیں ہوتا۔

یہی حال انسانی زندگی کا ہے، جو انسان اللہ کے پاس عبادت وریاضت، اذکار واوراد شریف وغیرہ بھیجتا رہتا ہے وہ اللہ کے یہاں اوپر رہتا ہے، وہ اللہ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے، تو اللہ اسے تنہائی میں یاد کرتا ہے اور اگر بندہ مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ دنیاوی مجلس سے زیادہ اچھی مجلس میں اسے یاد کرتا ہے، بندہ کا خدا کو یاد کرتے رہنا اوپر بنے رہنے کا دائمی نتیجہ ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اوپر بنے رہنے کے خواہش مند تو ہوتے ہیں، لیکن اللہ کے یہاں کوئی پوسٹ نہیں بھیجتے، نہ عبادات کا، نہ اوراد ووظائف کا، نہ اعمال صالحہ اور طاعت کا، بعض بدنصیب تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی گذر جاتی ہے اور ان کی جانب سے بھلائی کا کوئی پوسٹ اللہ کے پاس نہیں ہوتا، داہنے کاندھے والے فرشتے بیٹھے رہتے ہیں اور بائیں کاندھے والوں کا رجسٹر بھر جاتا ہے اور اس فرشتے کو فرصت نہیں ملتی، کیوں کہ نامۂ اعمال میں سارے بُرے اعمال ہوتے ہیں، نیک عمل کا گذر ہی نہیں ہوتا، ایسے میں ہمارا مقام ومنصب سب سے نیچے چلا جاتا ہے، یہی کیا کم ہے کہ اللہ اپنی فہرست سے خارج نہیں کرتا، رائی کے دانے کے برابر دل میں چھپا ایمان کا حصہ اس فہرست میں باقی رہتا ہے، جس کے اثرات قیامت میں بھی سامنے آئیں گے، لیکن ٹاپ والی پوزیشن اسے نہیں مل سکتی، کیوں کہ وہ پوری زندگی خدا کو بھولا ہی رہا ہے اور بھولنے والے کا مقام ملأ اعلیٰ نہیں تحت الثریٰ میں ہوتا ہے ۔رمضان المبارک آرہا ہے، اس کے تینوں عشرے رحمت کی طلب، مغفرت کی آرزو اور جہنم سے گلوخلاصی کے لیے ندامت کے آنسو بہایئے اور اللہ سے عافیت کی دعاء کرتے رہیے۔ اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق فرمائے۔

ضمیر کی آواز

ہم روزمرہ کی گفتگو میں عام طور پر ایک جملہ بولا کرتے ہیں کہ یہ میرے ضمیر کی آواز ہے، ضمیر کے ایک معنی دل کے آتے ہیں، ضمیر کی آواز کا مطلب ہے، دل کی آواز، جب دل پر آلودگی کا اثر نہیں تھا اور اس کی تربیت صحیح اور صالح انداز میں ہوتی تھی تو فتویٰ دل سے پوچھنے کا مشورہ دیا جاتا تھا اور دل صحیح وغلط جائز وناجائز میں تمیز کر کے بتاتا تھا کہ یہ کام کرنا چاہیے اور یہ کام نہیں کرنا چاہیے، لیکن دل بھی بیمار ہوتا ہے، گناہوں اور منکرات کی آلودگی کا اثر اس پر بھی پڑتا ہے، وہ صلاح وفساد کا شکار ہوتا ہے، اور چونکہ بھلے برے اعمال کے لیے اس کی حیثیت ڈائرکٹر کی ہوتی ہے، اس لیے اس کے صلاح وفساد کا اثر اعضاو جوارح پر پڑتا ہے اور اعمال کے صدور میں اس کی حیثیت کلیدی ہوتی ہے، اس لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ صحیح اور سالم رہتا ہے تو پورا جسم صالح ہوتا ہے اور اگر وہ فساد وبگاڑ کا شکار ہو گیا تو پورا جسم بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔

اس لیے ضمیر کی آواز ہر حال میں درست ہی ہوگی، یہ کہنا ذرا مشکل ہے، جب ذہن ودماغ، عہدے جاہ ومنصب کے حصول کے لیے بے تاب ہوں تو دل آلودہ ہو جاتا ہے، پہلے ضمیر سو جاتا ہے اور پھر دھیرے دھیرے مردہ ہو جاتا ہے، ایسا مردہ جس پر کوئی چیز اثر انداز نہیں ہوا کرتی اور اگر کچھ اثر انداز ہوتی ہے تو وہ شر میں اضافہ کا ہی سبب ہوا کرتی ہے، ایسے بیمار دل سے خیر کی توقع رکھنا فضول ہے، ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے، اگر اس نے گناہوں سے توبہ کر لیا تو وہ دھبہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن توبہ کے بغیر گناہوں میں قدم آگے بڑھتے رہے تو یہ دھبہ بھی گناہوں کی کثرت کے اعتبار سے وسعت اختیار کرتا جاتا ہے، پھر دل بالکل ہی سیاہ ہو جاتا ہے، اس مرحلہ میں اس کے دل ودماغ، آنکھ وکان حق کو قبول کرنے کی صلاحیت کھو دیتے ہیں، اور وہ اس منزل پر پہونچ جاتے ہیں، جسے قرآن میں مہر لگنے سے تعبیر کیا گیا ہے، گناہوں کی آلودگی کی وجہ سے دیکھنے اور سننے کے ذرائع مسدود ہو جاتے ہیں، ان کے پاس دل تو ہوتا ہے، لیکن سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے، آنکھ ہوتی ہے، لیکن دیکھنا ممکن نہیں ہوتا، کان موجود ہوتے ہیں، لیکن سننے کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے، اس مرحلہ پر پہونچ کر انسان جانوروں کی طرح ہو جاتا ہے، بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہوتا ہے، پھر وہ غفلت میں مدہوش ہو جاتا ہے، بھلے بُرے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور جس طرح چشمے کے شیشے کا رنگ چیزوں کے رنگ کو بدل کر دکھاتا ہے، ویسے ہی ایسے شخص کو سب کچھ بدلا بدلا نظر آتا ہے اور وہ مگن ہوتا ہے کہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں، سن رہا ہوں، سمجھ رہا ہوں، وہی سب اصل ہے اور دوسرے لوگ جو بول رہے ہیں وہ ہماری دشمنی اور عناد میں بول رہے ہیں۔ حالانکہ خارجی آلودگی کی وجہ سے اس کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے، اس لیے کہ پتھروں میں سے بعض سے چشمے پھوٹتے ہیں، اور بعض وہ ہوتے ہیں جو خوف خدا سے گر پڑتے ہیں، جبکہ دل مردہ اور ضمیر خفتہ میں یہ صلاحیت بھی باقی رہتی۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ضمیر کی آواز درست ہونے کے لیے خود دل کا درست ہونا ضروری ہے، دل درست ہوتا ہے توبہ، استغفار سے، اللہ کے دربار میں ندامت کے آنسو بہانے سے، اللہ کی مرضیات پر چلنے اور منکرات سے رکنے سے۔

آج ہم میں کتنے لوگ ہیں جو یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا دل کسی فاسد اغراض اور حصول مفاد کے جذبہ سے آلودہ اور گدلا نہیں ہے، معدودے چند لوگوں کا استثنا کیا جاتا ہے، لیکن عمومی احوال وہی ہیں، جس کا ذکر کیا گیا ہے، اسی لیے اب دل سے فتویٰ پوچھنے کے بجائے دارالافتاء سے پوچھا جاتا ہے، تاکہ شرعی مسائل کے بیان میں مستفتی کے قلب کی آلودگی فتوے پر اثر انداز نہ ہو۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنے دل کو اصلی اور شفاف حالت میں لانے کی کوشش کریں، تب ضمیر کی آواز کا کوئی معنی مطلب ہوگا، موجودہ صورت حال میں کہنا چاہیے کہ یا تو ضمیر مردہ ہو گیا ہے، یا سو گیا ہے، ضمیر مردہ اور خفتہ میں درست اور صحیح

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

: مولانا بدر الحسن القاسمی (کویت)

شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین احمدؒ - ایک صاحب فضل وکمال محدث

دارالعلوم دیوبند کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہاں تاریخ ہر دور میں بڑے بڑے صاحب فضل وکمال علماء ومشائخ اور محدث پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے عالم اسلام میں بڑ شہرت وناموری حاصل ہوئی، انہیں میں ایک شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین احمد تھے جن کے بارے میں شام کے نامور محدث وفقیہ شیخ عبد الفتاح ابوغدہ درس میں بیٹھنے کے بعد یہ کہتے نظر آئے کہ: "جلست في درس هذا الشيخ الجليل ثلاثة ايام لسماع شرح شطر من حديث" شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین احمد صاحب کے درس بخاری کا آخری سال تھا بلکہ خود انکی زندگی کے چند ماہ باقی رہ گئے تھے کہ قسمت نے یاوری کی اور ہمارا دورہ حدیث کا سال شروع ہوا اور اپنے نحیف ولاغر وجود کے ساتھ بڑے سائز کی صحیح بخاری کا نسخہ سامنے تھا 365 ہم سبق کے ساتھ تیزی سے عبارت پڑھنے کی کوشش کے دوران عجلت میں یہ کہنا بھی یاد نہ رہا اور استاذ گرامی کو تنبیہ کرنی پڑی ۔ وبالسند المتصل منا إلى الإمام الحافظ الحجة أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري رحمه الله مصنف استاذ اور خود اپنی ذات کے لئے دعائیہ کلمات کہنے کا معمول رہا ہے۔

شیخ کی عمر ۹۰ رسال سے زائد ظاہری وجود چند ہڈیوں کا ڈھانچہ، لیکن باطنی قوت مسلسل درس دینے پر آمادہ قوت حافظہ اس عمر میں بھی بے مثال۔

بیماریوں اور طرح طرح کے اعراض کے باوجود چہرہ پر درس حدیث کی تازگی پیشانی پر شب بیداری کا نور اور تکیوں کے سہارے درس حدیث کے لئے اپنے تخت شاہی پر بیٹھ جانے کے بعد ساری مجلس بقعہ نور نظر آتی تھی ۔ اور سوائے قال اللہ اور قال الرسول کے اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں باب بدء الوحی مکمل ہونے کے ساتھ ہی انکی مبارک زندگی کے اختتام کا پروانہ آ گیا۔

جشن گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

حضرت شیخ الحدیث مولانا فخر الدین احمد 1307 ھ میں پیدا ہوئے تھے، 1329 ھ میں وہ تمام علوم فنون کے حصول سے فارغ ہو چکے تھے، انہوں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور امام العصر علامہ انور شاہ الکشمیری دونوں سے کسب فیض کیا تھا اور وہ دونوں کے علوم کے وارث تھے، انہوں نے حضرت شیخ الہند کے مشورے سے دو سالوں میں فنون کی کتابوں کے ساتھ دورہ حدیث کی تکمیل کی۔

بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے کے بعد بھی چہرہ نہایت خوبصورت وشاداب، زبان کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی، نہایت شستہ و پاکیزہ آواز میں جوانوں جیسی نغمگی وکھنک ۔ ساری زندگی "صحیح امام بخاریؒ" کی رمز شناسی وعقدہ کشائی میں گزار دی۔ طویل عرصہ تک بزرگوں کی خواہش کے مطابق مدرسہ شاہی مراد آباد میں رہے ۔ آخری ایام تک بھی حافظہ مثالی رہا، شیخ الحدیث کی حیثیت سے دیوبند میں انکی ذات آخری تھی، انکے بعد اس شان کا اور انکی خصوصیات کا حامل شیخ الحدیث کوئی دوسرا نہیں مل سکا۔ وہ صدر المدرسین بھی تھے اور کبھی کبھی عصا ٹیکتے ہوئے درسگاہوں میں بھی آ جائے تھے جس کا مقصد اساتذہ کی نگرانی تھی ۔ جب میں مقامات حریری پڑھتا تھا تو درسگاہ تشریف لے آئے اور آناتني المتربة عن الاتراب کی تحقیق کرائی اور "اناتني" میں فعل کا مادہ دریافت کیا اور صحیح جواب دینے پر برکت کی دعا بھی دی۔ انکی زندگی علم حدیث اور خاص طور پر صحیح الامام البخاری کے ساتھ گزری، احادیث بخاری کی شرح بڑی تفصیل سے کرنے کے عادی تھے اور اس پر وارد ہونے والے ہر اشکال کا تفصیلی جواب دینے کی کوشش کرتے تھے۔

انکی بخاری شریف کی درسی تقریروں کا جو مجموعہ ایضاح البخاری کے نام سے شائع ہوا ہے، اس سے انکے طریق تشریح کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے گو کہ کہیں کہیں ادبی تعبیر کی کوشش مسئلہ کی علمی حیثیت پر غالب ہوتی نظر آتی ہے۔

علامہ ابراھیم بلیاوی اور مولانا فخر الدین صاحب دونوں ایک ہی زمانہ کے ہیں اور دونوں ہی حضرت شیخ الہند کے ممتاز ترین شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں، لیکن ایک نہایت ہی اختصار پسند اور معقولی چھوٹے جملوں میں پوری کتاب کا مفہوم سمو دینے کے قدرت رکھنے والے اور دوسرے نہایت ہی تفصیل کے خوگر اور خطیبانہ آہنگ رکھنے والے مدرس:

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

لیکن دونوں ہی باکمال اور دونوں کا انداز دلکش ودل فریب اور اطمینان بخش اور وجد آفریں تھا۔ ایک نکتوں چٹکلوں اور عقلی استدلال کی بے پناہ قوت سے طلبہ کو مسحور کئے ہوئے ۔ تو دوسرے اپنی زبان کی فصاحت بیان کی لذت اور اپنی شیریں بیانی وخوشنوائی اور اشعار ومحاوروں کے برمحل استعمال کے ذریعہ لوگوں کو اپنی گرفت میں اس طرح لئے ہوئے کہ كأن على رؤسهم الطير ۔ صحیح بخاری کے تراجم ابواب کی عقدہ کشائی کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مختصر رسالہ شیخ الہند مولانا محمود حسن کے نامکمل، لیکن بیش قیمت واہم ترین رسالہ الابواب والتراجم، پھر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندہلوی صاحب کی پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل عربی میں الابواب والتراجم ہے جس میں انہوں نے شیخ الہند کے رسالہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنی طرف سے سابقین ولاحقین سب کی نکتہ آفرینیوں کو ایسے اصولوں کی شکل دیدی ہے کہ اس پہلو سے بھی امام بخاری کی صحیح کا حق ادا کر دیا ہے، اصولوں کی تعداد 70 تک پہنچا دی ہے ۔ تراجم ابواب کے حل اور انکی پیچیدگیوں کو دور کرنے کے لئے استاد گرامی حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب نے بھی "القول النصيح في شرح ابواب الصحيح" کے نام سے لکھی تھی جسکے صرف دو جزء چھپ سکے تھے جس کے بارے میں انکی طرف سے کہا جاسکتا ہے کہ:

تجھ سے مقابلہ کی کسے تاب ہے ولے میرا لہو بھی خوب ہے تیری حنا کے بعد

لیکن میرا مقصد اس وقت انکی دوسری کتاب کا ذکر ہے جو بے مثال ہے اور مولانا فخر الدین صاحب کا اس میدان میں کوئی دوسرا شریک وسہیم بھی نہیں ہے گو کہ کتاب کو اسکا صحیح مقام نہیں مل سکا اور خود ان کے شاگرد بھی یہ کہہ کر گزر جاتے ہیں کہ انہوں نے تراجم ابواب پر دو کتابیں لکھی ہیں ایک "القول الفصيح" اور دوسری "القول النصيح" حالانکہ دونوں کے نام الگ اور دونوں کا موضوع اور مقصد تالیف بھی الگ ہے، ایک وجہ کتاب کی طرف سے بے توجہی کی یہ بھی ہے کہ وہ ایک ہی بار چھپی اور وہ بھی مراد آباد میں اور طباعت بھی واضح نہیں ہے اور زمانہ دراز سے کمیاب ہی نہیں نایاب بھی ہے ۔ اس کتاب کا نام "القول الفصيح بنضد ابواب الصحيح" ہے اور اسکا موضوع بخاری کے ابواب وتراجم کی شرح نہیں ہے، بلکہ شروع سے اخر تک تمام ابواب کی مناسبتوں کا بیان ہے کہ امام بخاری نے فلاں باب سے پہلے یا بعد میں اس باب کا ذکر کیوں کیا ہے؟ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کو بمشکل اس اہم موضوع پر امام بلقینی کے لکھے ہوئے چند صفحے ملے جس کو انہوں نے بڑی اہمیت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اسے مقدمہ فتح الباری کا جزء بنا دیا ہے ۔ حضرت مولانا فخر الدین صاحب نے صحیح بخاری کے تمام ابواب کی مناسبتیں بیان کر ڈالی ہیں فلله دره ما أدق نظره وماأعظم أجره ۔ علامہ سید محمد یوسف بنوری نے مولانا فخر الدین صاحب کے انتقال پر اپنے تعزیتی مضمون میں اسے مولانا فخر الدین صاحب کے اعلی ذوق حدیث اور غیر معمولی ذہانت کا کرشمہ قرار دیا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب کا انتقال 20 صفر 1392 ھ مطابق 15 اپریل 1972ء کو مراد آباد میں ہوا تدفین میں شرکت کیلئے دورہ حدیث کے طلبہ اور اساتذہ بھی مراد آباد پہنچے، جنازہ کی نماز حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب نے پڑھائی۔

کتابوں کی دنیا

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ازدواجی زندگی

انسان ایک سماجی جاندار ہے، سماج افراد وخاندان سے تشکیل پاتا ہے، اور افراد وخاندان توالد وتناسل کے اس الٰہی نظام کے تحت وجود میں آتے ہیں، جو خالق کائنات نے مقرر کیے ہیں، اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی، پھر انہیں سے حضرت حوا علیہا السلام کو وجود بخشا اور جنت میں میاں بیوی کے رشتہ کے قیام سے اس رشتے کے تقدس کو واضح کیا، حضرت آدم علیہ اسلام کو اپنے منصوبہ اور مشیت کے مطابق روئے زمین پر بھیج دیا اور پھر کائنات کی سب سے بہتر مخلوق سے دنیا آباد ہوتی چلی گئی، اور یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔

توالد وتناسل کا یہ سلسلہ جس سے انسان دنیا میں آتا ہے، ازدواجی تعلقات کی مرہون منت ہے، یہ انسان کی جسمانی اور جنسی ضرورت بھی ہے، اس ضرورت کی تکمیل جانوروں کی طرح کرنا بے حیائی اور فحاشی کے زمرہ میں آتا ہے، کلبوں، پارکوں اور ویلنٹائن ڈے پر حد سے گذر جانے کے جو مناظر سامنے آتے ہیں وہ انسانوں کو نہ صرف جانوروں کی سطح پر لے آتے ہیں، بلکہ اس سے انسانیت بھی شرمسار ہوتی ہے، اس سے بچنے کے لیے اسلام ہی نہیں ہر مہذب سماج میں جنسی تعلقات قائم کرنے کے لیے شادی کا تصور عام ہے اور اس کے لیے کچھ شرائط ہیں جو اس موقع سے برتے جاتے ہیں۔

پاکیزہ جنسی تعلق کے قیام کے لیے زمانہ جاہلیت میں بھی طور طریقے مقرر تھے، پیغام دینا، شادی کی مجلسیں مقرر کرنا، خوشی کا اظہار کرنا، ولی کے ذریعہ اسے قبول یا رد کرنے کی روایت قدیم ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا جو واقعہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے وہ بڑی حد تک اسلامی نکاح کے طریقے کے مماثل ہے۔

اعلان نبوت کے بعد اس سلسلے کے طور طریقے، شرائط اور میاں بیوی کے حقوق وفرائض کی تعیین مختلف موقعوں سے وحی کے ذریعہ کرائی گئی، جن کا ذکر قرآن کریم میں تفصیل سے موجود ہے، اور جنہیں خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازدواجی زندگی میں برت کر دکھایا اور امت کو خانگی زندگی گذارنے کے بیش بہا طریقوں کی طرف رہنمائی کی، جن پر چل کر ہم گھر کو سکون کا گہوارہ یعنی ٹینشن فری زوج بنا سکتے ہیں، حقوق وفرائض میں کمی وکوتاہی کی وجہ سے آج ہماری خانگی وازدواجی زندگی میدان جنگ میں تبدیل ہو گئی ہے، کسی گھر میں سرد جنگ ہے اور کسی میں گرم جنگ، گرم جنگ کی تپش گھر کے باہر کے لوگ بھی محسوس کرتے ہیں اور سرد جنگ کی مثال راکھ میں دبی چنگاری کی طرح ہے، جس کی گرمی خود اس انگارے کو دھیرے دھیرے خاکستر کر دیتی ہے، اس صورت حال کی وجہ سے مرد اپنا بیشتر وقت گھر سے باہر گذارنا پسند کرتا ہے، صبح کی چائے کے لیے ہی وہ گھر سے باہر نکل جاتا ہے، جلدی جلدی ملازمت کے لیے تیار ہو کر ڈیوٹی پر چلا جاتا ہے اور ڈیوٹی سے لوٹ کر دوستوں کی مجلسیں سجالیتا ہے، اور جب بچے سو جائیں تو چپکے سے گھر آ کر سو جاتا ہے، یقیناً سارے خاندان ایسے نہیں ہیں، لیکن عموی احوال ایسے ہی ہیں، بلکہ میاں بیوی کے تنازع اور جھگڑوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ شادی کے پہلے سال شوہر بولتا ہے، بیوی سنتی ہے، دوسرے سال بیوی بولتی ہے اور شوہر سنتا ہے اور تیسرے سال دونوں بولنے لگتے ہیں اور پورا محلہ سنتا ہے۔

ضرورت اس صورت حال کو بدلنے کی ہے اور بدلنے کی صرف ایک صورت ہے کہ ازدواجی زندگی کے جو اصول وضوابط شریعت نے ہمیں دیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جائیں اور سختی کے اسے اپنی زندگی میں اتاریں ۔ اس موضوع پر ماضی میں کئی کتابیں منظر عام پر آئیں اسی سلسلہ ایک کتاب رفیق محترم حاجی محمود عالم صاحب کی ہے جو ایک کامیاب تاجر ہیں، صالح والدین کی تربیت، علماء کی صحبت ومعیت، بڑوں سے استفادہ کی غیر معمولی صلاحیت اور کتابوں سے مسائل کو اخذ کرنے کی قوت نے ازدواجی زندگی کے فساد وبگاڑ اس کے اسباب وعلل کو سمجھنے، تجزیہ کرنے اور کامیاب ازدواجی زندگی کے اسلامی اصول تک ان کی بھرپور رہنمائی کی، انہوں نے اکابر کی کتابوں کا عرق کشید کیا اور تفصیلی جزئیات کے ساتھ اسلامی طریقہ کار کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، انہوں نے سابقہ تمام کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی نظر ثانی کے لیے میرے پاس بھیجا، میں نے اپنی عدیم الفرصتی اور کثرت مشاغل کے باوجود اسے حرفاً حرفاً دیکھا اور اس کے مندرجات کو قرآن واحادیث کے مطابق پایا، جن کتابوں کو ماخذ ومراجع کے طور پر استعمال کیا گیا ہے وہ سب کے سب مستند ہیں اور عصر حاضر میں علماء، فقہا اور مفتیان کرام ان کی جزئیات اور اقتباسات سے اپنی تحریروں کو مزین کرتے رہے ہیں۔

آسان زبان میں یہ کتاب عام لوگوں کے لیے تو مفید ہے ہی، اساتذہ اور مفتیان کرام اور اردو فتاویٰ کے مجموعہ سے مسائل وفتویٰ نقل کرنے والے بھی اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، میں اس اہم کتاب کی تالیف پر حاجی محمود عالم صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس کے قبول عام وتام کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

حکایات اہل دل

شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے فیوض وبرکات

مولانا رضوان احمد ندوی

شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی (565ھ تا 666ھ) چھٹی صدی ہجری کے ایک بڑے ولی کامل بزرگ گذرے ہیں، گرچہ وہ ملتان کے نواح قلعہ کورٹ میں پیدا ہوئے، لیکن درحقیقت آپ کے آباء واجداد شہر مکہ کے باشندے تھے اور قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے تھے، آپ کا نسب نامہ دو واسطوں سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے، تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ جناب ہبار بن اسود شیخ ملتانی کے مورث اعلیٰ تھے جنہوں نے فتح مکہ 8ھ کے موقعہ پر اسلام قبول کیا، اللہ نے ایمان کی برکت سے زندگی میں خوشحالی عطا کی، مکہ میں ان کے بڑے بڑے تجارتی مراکز تھے، کاروبار پھیلا ہوا تھا، اور اس حیثیت سے وہ مکہ کے رئیسوں میں شمار کئے جاتے تھے، ہبار بن اسود کے صاحبزادوں کو حضرت عثمان غنیؓ نے خوارزم کا علاقہ جاگیر میں مرحمت فرمایا، لیکن حضرت شیخ پر خاندانی ثروت ودولت کا کوئی اثر نہیں تھا، وہ دل کے درویش تھے، روح کے نہاں خانوں پر بھی حرص وطمع کا عکس نہیں تھا، آپ کا خاندان مال ودولت کے ساتھ علم وفضل میں بھی یکتائے زمانہ تھا، کئی پشتوں تک اس خاندان کے اصحاب مختلف علاقوں میں منصب قضاء پر فائز رہے۔

حضرت شیخ الاسلام ملتانی کے بزرگوں میں جو سب سے پہلے ملتان تشریف لائے وہ حضرت کمال الدین شاہ قریشی تھے، جنہوں نے قلعہ کورٹ میں سکونت اختیار کی، حضرت شیخ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ۲۷/رمضان ۵۶۵ھ کو پیدا ہوئے، اس ماہ مقدس میں حضرت شیخ دن کے وقت دودھ نوش نہیں فرماتے اور جب ان کے والد قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے تو آپ ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیتے، اس لئے انہیں پیدائشی ولی کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی ولایت وکرامت کا ظہور عہد شیرخوارگی سے ہونے لگا، صرف سات سال کی عمر میں قرآن مجید مکمل حفظ کرلیا، پھر دوسرے علوم ظاہری وباطنی میں کمال پیدا کیا، خداداد ذہانت سے علوم نبوت کے معانی ومفاہم پر جلد رسائی حاصل کر لیتے، انہوں نے خراسان، بخارا کے مختلف مشاہیر علماء سے کسب فیض کیا، پھر حج وزیارت بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، حج سے فراغت کے بعد پانچ سال تک مدینہ منورہ میں مولانا کمال الدین محمد یمنی کے درس حدیث سے فیضیاب ہوئے، اس عرصہ میں روضہ مبارک کے قریب ریاضت ومجاہدہ بھی فرماتے اور اعتکاف بھی کیا کرتے تھے۔

جس طرح مشہور صوفی شاعر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی دیار رسول میں حاضر ہوکر روحانی لذت سے لطف اندوز ہوئے، آپ نے اس مقام کو عبادت وذکر کے لئے پسند فرمایا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک پاک کے صدقے میں انوار الٰہی کا ظاہری وباطنی مشاہدہ کیا، اس کے بعد کچھ عرصہ بیت المقدس میں قیام فرمایا، پھر وہاں سے دمشق تشریف لے گئے جہاں عرصہ تک کسی مرشد روحانی کی تلاش میں سرگردی رہے، چنانچہ سمرقند میں ایک مرد کامل کے آستانہ میں پہونچے، یہ بزرگ تھے، سلسلہ سہروردیہ کے بانی، صاحب کشف وکرامت ولی کامل شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (المتوفی 632ھ) جن کا حلقہ ارادت دور دراز مقامات تک پھیلا ہوا تھا، حضرت شیخ ملتانی بھی آپ سے روحانی تعلق قائم کیا اور کئی دنوں تک اس آستانہ کے فیوض وبرکات سے بہرور ہوئے، مورخوں نے لکھا ہے کہ آپ اپنے مرشد کے پاس صرف سترہ روز قیام فرمایا، جب پیرومرشد نے محسوس کرلیا کہ یہ مرید بامراد ہوگئے تو اپنا خرقہ جسم سے اتار کر شیخ ملتانی کے سر پر رکھ دیا اور جی بھر کے دعائیں دیں، اور آخر میں اپنا وہ مصلی بھی آپ کے سپرد فرمایا جس پر آپ عمر بھر مصروف عبادت رہے، پھر ایک دن شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنے مرید حضرت ملتانی کو خلوت میں طلب فرمایا، اس وقت پیرومرشد کے ہاتھوں میں کٹا ہوا انار تھا، انہوں نے وہ انار آپ کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: بہاء الدین! اسے کھالو۔ یہ تمہارے لئے ہے، حضرت ملتانی نے بڑی عقیدت سے پیرومرشد کا بچا ہوا تبرک لیا، اتفاق سے ایک انار کا دانہ زمین پر گر پڑا انہوں نے فوراً وہ دانہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا، پیرومرشد نے فرمایا کہ تم نے زمین پر پڑی ہوئی چیز کو کیوں کھالیا، حضرت ملتانی نے نہایت والہانہ انداز میں عرض کیا کہ حضرت شیخ کا عطیہ تھا، اسے کس طرح رائیگاں جانے دیتا، شیخ نے اپنے خلیفہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ وہ انار کا دانا دراصل دنیا تھی، میں نے چاہا کہ تم دنیا کے جھمیلوں میں نہ پڑو اس لئے میں نے وہ دانا قصداً زمین پر گرادیا تھا، مگر تم نے تبرک سمجھ کر اسے کھالیا، یہ سن کر شیخ ملتانی پر گھبراہٹ پیدا ہوئی، مرید کی یہ کیفیت دیکھ کر شیخ شہاب الدین سہروردی مسکرائے اور فرمایا کہ پریشان نہ ہو، دنیا تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی، اب دین بھی تمہارے قبضے میں ہے اور دنیا بھی، اب تمہارے سپرد ولایت ملتان کی جارہی ہے، چنانچہ حضرت ملتانی ملتان کی طرف روانہ ہوگئے، اور قلعہ قدیم میں اس جگہ قیام فرمایا، جہاں آج کل حضرت شیخ بہاء الدین ملتانی کا مزار مبارک ہے، جب آپ اپنے وطن تشریف لائے تو عقیدت مندوں کا ہجوم امنڈ پڑا، عوام وخواص کا تانتا بندھ گیا، آپ کے آستانے سے رشد وہدایت کا ایسا چراغ روشن ہوا کہ اس کی روشنی دور دراز مقامات تک پھیلنی شروع ہوگئی، آپ کے روحانی کمالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے سلطنت کے وزراء وگورنر بھی آتے تھے، آپ کے فیوض وبرکات سے ہندوستان بھی منورا ہوا، ہزاروں لوگوں کو آپ کے ذریعہ ایمان ویقین کی دولت نصیب ہوئی، اس لئے ان کی روحانی عظمتوں کی ستائش کرتے ہوئے حضرت نظام الدین اولیاء نے لکھا کہ شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا نے درویشی کے ستر ہزار علاج طے کرلئے تھے، اور ان تمام پر اپنے عمل کو حد کمال تک پہونچا دیا تھا، انہیں اس قدر روحانی قوت حاصل ہوچکی تھی کہ اگر آسمان کی جانب نظر اٹھاتے تو عظمت کا مشاہدہ کرتے اور اگر زمین کی طرف دیکھتے تو تحت الثریٰ تک کی چیزیں دکھائی دینے لگتیں، مگر حضرت شیخ بار بار یہی فرماتے تھے کہ درویشی کا مرتبہ اس سے بھی ارفع واعلیٰ ہے، اگر اہل مجلس کے سامنے کہہ ڈالو تو سننے والوں کا زہرہ آب ہوجائے یہ تو درویشی کا ادنیٰ درجہ ہے۔

سیرت نگاروں نے لکھا کہ

سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ میں بہت گہری دوستی تھی، روایت ہے کہ ایک دن حضرت بابا فریدؒ حضرت بہاء الدین زکریا کو خط لکھ رہے تھے، خط کی ابتداء سے پہلے آپ نے سوچا کہ حضرت شیخ کو کس لقب سے مخاطب کیا جائے، بہت دیر تک غور وفکر کرنے کے باوجود کوئی مناسب لقب سمجھ میں نہ آیا تو حضرت بابا فریدؒ نے آسمان کی طرف نظر کی، روشن حروف میں صاف تحریر تھا۔ "شیخ الاسلام" حضرت بابا فریدؒ، حضرت بہاء الدین زکریا کو اسی لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ تنہا سفر بہت کم کرتے تھے، آپ کا زیادہ تر وقت حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکری کی صحبتوں میں گزرا ہے۔ (اللہ کے ولی)

اس بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود آپ نہایت ہی منکسرالمزاج اور متواضع انداز میں رہتے سہتے تھے، ان کی تواضع وانکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی تعظیم وتکریم کو ناپسند فرماتے تھے، ایک دن خانقاہ میں کچھ مرید وضو کررہے تھے کہ اتفاق سے حضرت شیخ وہاں تشریف لائے، پیرومرشد کو دیکھتے ہی تمام مریدین اور خدمتگار وضو نامکمل چھوڑ کر کھڑے ہوگئے اور آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا، مگر ایک مرید اطمینان سے مکمل وضو کرکے کھڑا ہوا اور تعظیم بجالایا، حضرت شیخ نے محبت آمیز نظروں سے اپنے مرید کی طرف دیکھا اور بہ آواز بلند فرمایا: تم سب درویشوں میں افضل اور زاہد ہو۔ تاہم حضرت شیخ دوسرے لوگوں کی بڑی تعظیم وتوقیر کرتے تھے، جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ملتان تشریف لائے تو حضرت شیخ نے ان کو اپنا مہمان خاص بنایا اور انتہائی ادب واحترام کا مظاہرہ کیا، ویسے بھی آپ ہر آنے والے اصحاب کی دل کھول کر ضیافت فرماتے، آپ کے جود وسخا کا چرچہ دور دراز مقامات تک ہوا کرتا تھا، جب اللہ نے انہیں بیٹا کی نعمت عطا کی تو درویشوں کے حلقہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، حضرت شیخ نے طویل سجدہ شکر ادا کیا اور بیٹے کی ولادت کی خوشی میں ملتان کے غریبوں اور مسکینوں کے دامن دولت سے بھر دیے، آپ کے دسترخوان پر مہمان جس قدر زیادہ ہوتے اسی قدر آپ کے چہرہ سے خوشی کا اظہار ہوتا تھا، ایک دن کھانے کے دوران حضرت شیخ نے ایک درویش کو دیکھا جو روٹی کو شوربے میں اچھی طرح تر کرکے کھارہا تھا، حضرت شیخ نے فرمایا سبحان اللہ۔ اتنے بڑے مجمع میں یہی شخص بہترین کھانا کھارہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثرید کو باقی کھانوں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے انبیاء پر اور عائشہ کو مستورات عالم پر"۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کا دسترخوان بھی شاندار تھا اور ذوق عبادت بھی، افسوس کہ دنیائے اسلام کے یہ عظیم مبلغ 96 سال کی عمر میں اپنے خالق سے جاملے۔ تذکرہ نویسوں نے ان کے وصال کا واقعہ بھی بڑا عجیب لکھا ہے کہ حضرت شیخ اپنے حجرہ مبارک میں آرام فرمارہے تھے، اچانک ایک بزرگ صورت شخص خانقاہ کے دروازے پر نمودار ہوئے، انہوں نے شیخ کے صاحبزادے کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا، پھر جب فرزند سے ملاقات ہوئی تو اس اجنبی بزرگ نے ان کی طرف ایک لفافہ بڑھاتے ہوئے کہا "یہ اپنے ابا جان کو دیدو، بہت ضروری خط ہے" صاحبزادہ نے لفافہ پر لکھا ہوا مضمون پڑھ کر حیران وششدر رہ گئے، مگر بزرگ سے کچھ بھی نہیں پوچھا، بلکہ یہ لفافہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کردیا اور فوراً حجرہ سے نکل آئے کہ اس اجنبی بزرگ کو تلاش کیا جائے، لیکن دور دور تک ان کا سراغ نہ ملا، اسی درمیان فضا میں ایک تیز آواز گونجنے لگی۔ "دوست بہ دوست رسید" دوست دوست کے پاس پہونچ گیا۔ یہ آواز اس قدر تیز تھی کہ خانقاہ میں موجود تمام لوگوں نے سنی، صاحبزادہ محترم دوڑتے ہوئے حجرہ میں داخل ہوئے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں، راحت القلوب میں ہے کہ جس وقت حضرت شیخ کا وصال ہوا، اسی وقت اجودھن میں حضرت بابا گنج شکر بے ہوش ہوگئے، بڑی دیر کے بعد ہوش آئے تو فرمایا کہ "برادرم بہاء الدین زکریا را ازیں بیابان فنا بہ شہرستان بقاء بروند" کہ میرے بھائی بہاء الدین زکریا عالم فنا سے عالم جاوداں کی طرف منتقل ہوگئے اور پھر اٹھ کر مریدوں کے ساتھ غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی۔ حضرت شیخ کے بے شمار خلفاء تھے ان میں شیخ فخرالدین عراقی، شیخ امیر حسنی اور شیخ حسن افغانی کو بہت ہی محبوب رکھتے تھے، شیخ حسن افغان ان پڑھ تھے، مگر ان کا ظاہری وباطنی روحانی تعلیم سے آراستہ تھا، ان کی بزرگی کا یہ حال تھا کہ ایک بار ایک کاغذ پر تین سطریں لکھ دی گئیں، جن میں ایک میں کلام پاک کی آیت تھی، ایک میں حدیث شریف اور ایک میں کسی شیخ کا قول منقول تھا، یہ کاغذ دکھا کر شیخ حسن افغان سے پوچھا گیا کہ کونسی سطر میں کیا چیز ہے، شیخ حسن افغان نے قرآن مجید کی آیت والی سطر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ یہ کلام ربانی ہے، اس کا نور مجھ کو زمین سے عرش معلی تک نظر آتا ہے، حدیث شریف کی سطر پر انگلی رکھ کر کہا کہ یہ حدیث مقدس کی سطر ہے، اس کا نور ساتویں آسمان پر دکھائی دیتا ہے، پھر شیخ کے قول پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اس کا نور زمین سے آسمان تک دیکھتا ہے، حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ اکثر فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں مجھ سے پوچھا جائے گا کہ ہماری بارگاہ میں کیا کمائی لایا ہے تو میں عرض کروں گا میری کمائی حسن افغانی ہے، (سیر العارفین) یہ تھے وہ بزرگان دین جن کے رشد وہدایت کے چراغ کی لو سے دل ودماغ دونوں منور رہتا ہے، اور طالبین وسالکین پروانہ وار ان کے گرد جمع ہوتے اور کتاب وسنت کی روشنی میں شاہراہ حیات کو مصفی ومزین فرماتے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی قبروں کو نور سے بھر دے، آمین۔

Scanned with CamScanner

سوشل میڈیائی مصلحین و مفکرین
دعوتِ محاسبہ

مولانا محمد رضی الرحمٰن قاسمی

گزشتہ چند دہائیوں میں ذرائع ابلاغ نے غیر معمولی ترقی کی ہے، اخبار ورسائل سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا دور آیا، پھر انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے آنے سے ذرائع ابلاغ اس قدر تیز ہوگیا ہے کہ چند دہائیاں قبل اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

کچھ فائدے:

ذرائع ابلاغ کی اس تیز رفتاری سے یقیناً بہت سارے فائدے بھی ہوئے ہیں کہ پہلے جن معلومات کے حصول اور ترسیل میں دنوں، ہفتوں، مہینوں بلکہ سالوں گزر جاتے تھے، ان کا حصول اور ان کی ترسیل چند گھنٹوں، چند منٹوں، بلکہ چند پلوں میں ممکن ہوگئی ہے۔ یقیناً یہ بڑا انقلاب ہے اور اس کی وجہ سے بہت سارے کاموں میں بہت زیادہ انرجی اور وقت بچ جاتے ہیں۔

دعوتی نقطۂ نظر سے بھی ذرائع ابلاغ کی اس ترقی کی وجہ سے کام بہت آسان ہوگیا ہے کہ اپنی چیزیں اور اسلام کا آفاقی پیغام بہتر سے بہتر اسلوب میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا نہایت ہی آسان ہوگیا ہے، اسی طرح ملحدین، اسلام دشمن عناصر اور مسلمانوں کے بیچ اور دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے تئیں شبہات پیدا کرنے والوں کا تحقیقی اور بہ وقت ضرورت مسکت جواب دینا اور اسے بڑے پیمانے پر لوگوں تک پہنچانا بھی بہت ہی سہل ہوگیا ہے۔

علمی و تحقیقی میدان میں کام کرنے والے افراد کے لئے بھی یہ سہولت ہو گئی ہے کہ وہ اپنے مطلوبہ مواد اور معلومات تک بہ آسانی پہنچ سکتے ہیں اور اس حوالے سے دوسرے ایکسپرٹ اور متخصص لوگوں کی آراء، نقطہائے نظر اور تحقیق سے بہ آسانی استفادہ کرکے اپنے کام کو زیادہ باوزن اور مفید بنا سکتے ہیں اور اس کے بعد اپنی کاوشوں کو استفادے کے لئے بڑے پیمانے پر نشر کرسکتے ہیں۔

چند نقصانات:

ان جیسے اور دوسرے بہت سارے فائدوں کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ کی تیز رفتاری نے اور خاص کر سوشل میڈیا کے بہت زیادہ رواج پا جانے اور ہر عام وخاص کی اس تک بہ سہولت رسائی نے افراتفری کا ماحول اور انفرادی واجتماعی سطح پر انسانی، مذہبی، سماجی اور اخلاقی ایسے چیلنجز کھڑے کردیے ہیں، جن کا تصور چند دہائیوں قبل ممکن نہیں تھا اور ذرائع ابلاغ کی اس تیز رفتاری خاص کر سوشل میڈیا کے بہ آسانی ہر عام وخاص تک رسائی نے اکثر لوگوں کے حق میں ایسی صورت حال پیدا کردی ہے، جیسے کہ ناسمجھ بچوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کے لئے چھری اور دوسری مہلک چیزیں دے دی جائیں، کہ ان چیزوں کا یقیناً صحیح استعمال بھی ہے اور انسانیت کو اس کی ضرورت بھی ہے اور اس سے بہت سارے فائدے بھی ہیں، لیکن ناسمجھ بچوں کے ہاتھ میں ان کا ہونا نقصان، تباہی اور ہلاکت و بربادی ہی کا سبب بن سکتا ہے۔

مختلف سروے کے ذریعے یہ بات معلوم ہوئی ہے، بلکہ ہر معمولی سمجھ بوجھ والا انسان اپنے اردگرد کے مشاہدے کے ذریعے بھی یہ جان سکتا ہے کہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے صارفین میں زیادہ تر لوگ ان کا اوسطاً 90% کے آس پاس بے مقصد اور بسا اوقات تباہ کن استعمال کرتے ہیں۔ اور روزانہ کئی کئی گھنٹے عمر عزیز کے قیمتی اوقات کو ضائع کرتے ہیں، حالانکہ اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل سامنے کی ہے کہ ''زندگی درحقیقت وقت ہی کا نام ہے جو کہ ہمیں پیدائش سے لے کر موت کے بیچ تک ملتا ہے'' گویا کہ وقت کو ضائع کرنا زندگی کو ضائع کرنا ہے۔

سوشل میڈیائی مصلحین ومفکرین:

سوشل میڈیا کے اس پھیلاؤ نے ایک اور بڑا مسئلہ یہ پیدا کیا ہے کہ دینی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی، سائنسی، تاریخی اور مختلف میدان میں بزعم خود مصلحین اور مفکرین کا ایک بڑا جتھا اپنے خیال کے مطابق انسانیت کی اصلاح اور اس کو نفع پہنچانے کے لئے سوشل میڈیا پر کمربستہ ہوگیا ہے۔

سوشل میڈیائی مصلحین ومفکرین کے نمایاں اوصاف:

ان مصلحین اور مفکرین کی کارکردگی اور چند نمایاں اوصاف یہ ہیں:

(۱) یہ اپنے موضوع سے متعلق بلکہ غیر متعلق ہر اہم اور غیر اہم بلکہ لغو قسم کی باتوں کو نقل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا اپنی نہایت ہی اہم ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

(۲) اپنے موضوع سے متعلق اور غیر متعلق مراسلوں اور پوسٹ پر تبصرہ کرنا اور ان کے بارے میں اپنی معقول اور نامعقول رائے اور تجزیہ پیش کرنا نہایت ہی اہم فریضہ اور ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

(۳) بیہودہ باتوں کو اور ایسی باتوں کو جو لوگوں کی کردارکشی پر مشتمل ہو اور جن میں استہزاء اور مذاق اڑایا گیا ہو، انہیں بہ زعم خود بغرض اصلاح نہایت ہی مخلصانہ طور پر لوگوں کے درمیان پھیلاتے اور نشر کرتے ہیں۔

(۴) بدزبانی اور بیہودہ جملوں کا بے دریغ استعمال نہ صرف روا سمجھتے ہیں، بلکہ انہیں اپنے لئے باعث عزت وفخر گردانتے ہیں۔

(۵) ان کی تحقیقی باتوں میں حقیقتاً تحقیق اور صحیح نتیجے پر پہنچنے کی سچی طلب اور جستجو کے بجائے بدگمانی کا عنصر بڑی وافر مقدار میں ہوتا ہے۔

(۶) ''بغرض اصلاح'' مختلف موقعوں پر اپنی بات کی تائید وتصویب میں جھوٹ، دجل وفریب اور حقیقت کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا بھی کام کرتے ہیں۔

(۷) اللہ نے بحیثیت انسان ہر شخص کو عزت وتکریم سے نوازا ہے، یہ اپنے اس طرح کے طرز عمل سے جہاں دوسروں کو بےعزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہی اپنی سطحیت اور گری ہوئی سوچ کا اظہار کرکے اپنے آپ کو بڑے پیمانے پر بےعزت کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

سوشل میڈیائی مصلحین ومفکرین کا طرز عمل اور اخلاقیات:

جو لوگ ملحد ہوں، دین اور اخلاق دونوں سے عاری ہوں یا مذہب کے پیروکار ہوں، لیکن اخلاق سے عاری ہوں، ایسے لوگوں کے حق میں تو صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ عزوجل ان کے اندر دین واخلاق پیدا کرے یا یہ کہ اخلاقی قدروں سے ان کی زندگی کو آراستہ کرے!

درج ذیل معروضات ان سوشل میڈیائی مفکرین و مصلحین کی خدمت میں پیش ہیں، جو نہ تو دین کے منکر ہیں اور نہ ہی ایسے ہیں کہ اخلاقی قدروں کی ان کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ سماجی اور عقلی طور پر بھی یہ ایک مبینہ حقیقت ہے کہ وہ شخص جو ہر سنی ہوئی اور اس تک پہنچی ہوئی باتوں کو نقل کرتا ہے اور آگے پہنچاتا ہے، وہ بہت ساری باتوں میں جھوٹا ہوتا ہے یا کسی جھوٹے کا آلہ کار بنتا ہے، اسی حقیقت کو سید الاولین والآخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے: كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع. (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۵) ترجمہ: کسی انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ as received لکھ دینے سے انسان جھوٹے ہونے کے دائرہ سے نہیں نکل جاتا ہے، کیوں کہ یہ نہایت ہی سادہ سا سوال ہے کہ کسی بھی فرد کو اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی یا اس تک پہنچی ہوئی بات کو دوسروں تک ضرور منتقل کرے ہی؟! دوسری بات یہ ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعے یا سوشل میڈیا پر آنے والے ایسے مراسلوں اور پوسٹ پر تبصرہ کرنا یا ان پر کوئی مختصر یا مفصل تجزیاتی تحریر لکھنا جس کا دینی ودنیاوی کوئی فائدہ نہ ہو لغو کام ہے اور ایک مسلمان کو اور اچھے اخلاق کے حامل فرد کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ لغو کاموں میں اپنا وقت اور اپنی طاقت صرف کرے، چنانچہ اللہ عزوجل نے مؤمنوں کے اوصاف میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ لغو کاموں کے پاس سے اعراض کرکے گزر جاتے ہیں: وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (الفرقان: ۷۲)

اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک اچھے مسلمان کی یہ صفت ہی بتائی ہے کہ وہ لغو اور فضول کاموں سے مکمل طور پر اجتناب واعراض کرے: من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۱۷)

تیسری بات یہ ہے کہ بےہودہ اور فحش باتوں کو پھیلانا نہ تو کسی صاحب ایمان کو زیب دیتا ہے اور نہ ہی اچھے اخلاق کے تقاضوں سے میل کھاتا ہے، قرآن کریم نے فحش اور بیہودہ باتوں اور چیزوں کو پھیلانے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (النور: ۱۹) جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان بیہودہ گوئی کرنے والا اور فحش باتیں کرنے والا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۷۷)

اور قرآن وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسی باتیں جو کسی کے استہزا پر مشتمل ہو، بدترین قسم کا اخلاقی جرم اور صریح ظلم ہے۔ (الحجرات: ۱۱، سنن ابوداود، حدیث نمبر: ۴۸۷۵، صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۰/۱)

چوتھی بات یہ ہے کہ بدگمانی ایک نہایت ہی بدترین قسم کی صفت ہے چنانچہ اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے بدگمانی تو کجا بہت زیادہ گمان اور ظن سے بھی کام لینے سے منع فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (الحجرات: ۱۲) ترجمہ: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جھوٹ بولنا وہ بدترین عمل ہے جو عقل، شریعت اور سماج ہر ایک کی نگاہ میں قابل مذمت ہے قرآن وسنت کے مختلف نصوص میں بھی اس کی قباحت وشناعت کا ذکر موجود ہے۔ (حج: ۳۰، صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۳)

چھٹی بات یہ ہے کہ بحیثیت انسان اللہ عزوجل نے ہر انسان کو معزز و مکرم بنایا ہے، قرآن کریم میں ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ (الاسراء: ۷۰) ترجمہ: اور ہم نے انسان کو باعزت بنایا۔

اور یہ کہ عزت اور ذلت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (آل عمران: ۲۶)

ترجمہ: اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ اپنی باتوں اور کارکردگی کے ذریعے کسی کو بےعزت کرنے کی کوشش کرنا نہایت ہی مکروہ اور گھناؤنا عمل ہے۔ نیز جھوٹ، بدگمانی، دجل وفریب، استہزاء، نامعقول رائے اور لغو قسم کی باتوں کے ذریعے دوسروں کو بےعزت کرنے کی کوشش درحقیقت اپنے آپ کو بھی بےعزت کرنے کو مستلزم ہے اور خود کو بےعزت کرنے کی کوشش عقل وشرع دونوں کے میزان میں ایک احمقانہ حرکت ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا تھا، لیکن قرآن کریم میں متعدد جگہ اس بات کی صراحت بھی فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری بہتر اسلوب میں اللہ کی طرف سے آئے ہوئے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے، زبردستی لوگوں کو دین پر لانا اور ان کو اچھے اخلاق سے متصف کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ کار میں نہیں ہے: لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیۃ: ۲۲)

ہم اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت واصلاح کے کاموں میں نائب ہیں، لہٰذا ہماری بھی ذمہ داری بس اتنی ہے کہ ہم لوگوں تک صحیح پیغام پہنچانے کی کوشش کریں، لیکن اصلاح کی اس کوشش میں یہ ہمارے لئے لازمی اور ضروری ہے کہ صحیح اسلامی اور اخلاقی خطوط پر یہ کام کریں، اصلاح کے نام پر غیر اخلاقی ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے، درحقیقت یہ اصلاح کا طریقہ بھی نہیں ہے بلکہ اپنے نفس اور شیطان کی پیروی ہے اور اپنے اندر پائے جانے والے غیر اخلاقی خواہشات کی تسکین کا ایک ذریعہ ہے۔

سوشل میڈیائی ایسے مصلحین اور مفکرین سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ کتاب وسنت، عقل سلیم اور اخلاق کے معیار کو سامنے رکھ کر یہ غور کریں کہ کیا واقعی وہ مصلحین اور مفکرین ہیں یا اپنے غیر اخلاقی جذبات کی تسکین کا سامان فراہم کرنے کی کوشش میں لگے ہیں اور درحقیقت اصلاح کے پردے میں فساد پھیلانے کا بدترین کام کررہے ہیں؟ جس پر اللہ عزوجل نے سخت وعید فرمائی ہے!۔

Scanned with CamScanner

دہشت گردی کی حقیقت

سید محمد عادل فریدی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

اس وقت پوری دنیا میں جو لفظ سب سے زیادہ موضوع بحث رہتا ہے اور جس کو اسلام سے جوڑ کر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی ایک مہم پوری دنیا میں چل رہی ہے وہ ہے دہشت گردی۔ یہاں پر دو باتیں اہم ہیں جن کو سمجھنا ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دہشت گردی کہتے کس کو ہیں؟ اور اس کے اصل مصداق کون لوگ ہیں؟ دوسری بات ہے کہ کیا دہشت گردی کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق ہے؟ سب سے پہلے ہم پہلے سوال کا جائزہ لیتے ہیں۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں دہشت گردی (Terrorism) کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ سے کی گئی ہے:

"the unlawful use of violence and intimidation, especially against civilians, in the pursuit of political aims."

(سیاسی اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے تشدد اور دھمکی کا غیر قانونی استعمال خاص طور پر شہریوں کے خلاف دہشت گردی کہلاتا ہے۔)

انسائکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق دہشت گردی آبادی میں خوف و ہراس کی عام فضا پیدا کرنے کو کہا جاتا ہے، اسی طرح کسی خاص سیاسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تشدد کے استعمال کو بھی دہشت گردی سے تعبیر کیا جاتا ہے، سیاسی تنظیموں؛ خواہ وہ دائیں بازو کی ہوں یا بائیں بازو کی، قوم پرستوں، مذہبی گروہ، انقلاب پسندوں، اور یہاں تک کہ فوج، انٹیلیجنس سروسز، اور پولیس جیسے ریاستی اداروں کے ذریعہ دہشت گردی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے دہشت گردی (Terrorism) کے لفظ کا استعمال ۱۷۹۰ء میں فرانسیسی انقلاب کے دوران فرانسیسی انقلابیوں نے اپنے مخالفین کے لیے کیا۔ لیکن عام بول چال میں اس لفظ کا استعمال ۱۹۷۰ء کی دہائی سے شمالی آئیر لینڈ، اسپین اور باسک کے تنازع اور فلسطین کے تنازعات کے دوران حکومت مخالف سرگرمیوں کے لیے کثرت سے شروع ہوا۔ ستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کے بعد اس لفظ کو ایک خاص پروپیگنڈے کے تحت اسلام سے جوڑ کر دیکھا جانے لگا ہے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کے تشخص کو بگاڑنے، انہیں بدنام کرنے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی عام فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ گویا دہشت گردی ایک نظریاتی ہتھیار ہے جو دنیا کے طاقتور ممالک اپنے خلاف نظریہ رکھنے والوں کے خلاف استعمال کیا کرتے ہیں۔ دہشت گردی کی تعریف کے بارے میں سی اے جی کوڈی لکھتے ہیں کہ دہشت گردی کی حقیقی تعریف بہت مشکل ہے کیوں کہ یہ خالص نظریاتی ہے اور پروپیگنڈا پر مبنی ہے۔

بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی کے نزدیک دہشت گرد ہو اور دوسرے کے نزدیک مجاہد آزادی ہو۔ مثال کے طور پر ۱۹۸۰ کی دہائی میں ڈک چینی جیسے سیاست داں نیلسن منڈیلا کو دہشت گرد کہتے تھے، اسی زمانے میں امریکہ جیسے ممالک اسامہ بن لادن کو جنگ آزادی کا سپاہی قرار دیتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے، بعد میں چل کر وہی نیلسن منڈیلا دنیا کے ہیرو بن گئے اور امن کا نوبل انعام حاصل کیا، جبکہ اسامہ بن لادن سے جیسے ہی امریکہ کی نظریاتی پالیسی میں ٹکراؤ ظاہر ہوا اور اس کے مفادات کا نقصان شروع ہوا، اس کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا۔

بیلر یونیورسٹی ٹیکساس میں تاریخ کے پروفیسر اور ہسٹری آف یونائیٹڈ اسٹیٹ کے مصنف جان فلپ جنکنس کہتے ہیں کہ "دہشت گردی کی کوئی ایسی جامع تعریف نہیں ہے جو اس کے تمام عناصر کو محیط ہو، تاہم اس کے بنیادی عناصر میں تشدد، خوف و ہراس، دھمکی اور ظلم شامل ہے، دہشت گردی کے ذریعہ نہ صرف متاثرین کو خوف زدہ کیا جاتا ہے بلکہ اس سے دیکھنے اور سننے والوں کے ایک وسیع حلقہ کو خوف زدہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہی عناصر ہیں جو اس کو روایتی اور گوریلا جنگوں سے ممتاز کرتے ہیں۔"

مذکورہ عناصر پر غور کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ دنیا کی بڑی طاقتوں کے ذریعہ حیاتیاتی، کیمیائی یا جوہری ہتھیاروں کے بے دریغ استعمال، کمزور اور مفتوح ممالک کے خلاف جنگی جرائم (شہریوں یا قیدیوں کو جان بوجھ کر قتل کرنا، تشدد کرنا، شہری املاک کو تباہ کرنا، یرغمال بنانا، عصمت دری کرنا، فوجیوں کے ذریعہ خواتین اور بچوں کا جنسی و جسمانی استحصال، سنگسار کرنا اور اذیت پہونچانے کے دیگر طریقے استعمال کرنا) اور سیاسی بنیاد پر کیے جانے والے قتل اور دنیا کی بعض حکومتوں کے ذریعہ اپنے ہی شہریوں کو اذیت دینے والی عام کارروئیاں بھی دہشت گردی کے زمرے میں آتی ہیں۔

لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے پروپیگنڈے نے جس میں میڈیا نے بہت بڑا رول ادا کیا ہے، دہشت گردی کے مفہوم کو مسلمانوں پر منحصر کرنے کو مذموم کوششیں کی ہے۔ ایک جھوٹ میڈیا کی طرف سے پوری دنیا میں پھیلایا گیا کہ All Muslims are not terrorists but all terrorists are muslims یعنی دنیا کے سارے مسلمان دہشت گرد نہیں ہیں، لیکن سارے دہشت گرد مسلمان ہیں۔ یہ ایسا جھوٹ ہے، جس سے بڑا جھوٹ دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا، اعداد و شمار اور دنیا میں ہونے والے دہشت گردانہ واقعات پر نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ دنیا میں جتنے تشدد اور ظلم کے واقعات ہو رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر واقعات انہیں لوگوں اور حکومتوں کے ذریعہ پیش آتے ہیں جو اپنے آپ کو امن عالم کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور دوسروں کو دہشت گردی کے سلسلہ میں مطعون کرتے ہیں۔ صرف امریکہ ہی کی بات کریں تو ہیروشیما اور ناگاساکی پر ہونے والے ایٹمی حملوں کو کون بھول سکتا ہے، جو لاکھوں بے گناہ انسانوں کے قتل اور کھربوں کی املاک کے ضیاع کا سبب بنا، دوسری جنگ عظیم کے بعد سے ۲۰۰۲ء تک اس نے چین، کوریا، گواٹے مالا، انڈونیشیا، کیوبا، بیلجین کانگو، پیرو، لاؤس، ویت نام، کمبوڈیا، گریناڈا، لیبیا، ایل سواڈور، نکاراگوا، پنامہ، عراق، بوسینیا، سوڈان، یوگوسلاویہ اور افغانستان سمیت کم و بیش بیس ممالک پر حملہ کیا، جس میں کروڑوں لوگ مارے گئے، ان میں لاکھوں عورتیں اور معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟ کیا ہٹلر کا ہولوکاسٹ لوگوں کو یاد نہیں، اس سے بھی بڑی دہشت گردی کوئی ہو سکتی ہے؟ ہندوستان میں ہی انگریزوں نے دو سو سال تک یہاں کے لوگوں پر جو ظلم و ستم ڈھائے اور لاکھوں بے گناہوں کو تختۂ دار پر چڑھایا، گولیوں سے چھلنی کیا اور توپوں سے اڑادیا، دو صدی تک پورے ملک کے ہر طبقہ کے لوگوں پر عرصۂ حیات کو تنگ کر کے رکھ دیا کیا دنیا کی تاریخ میں دہشت گردی کی بدترین مثالوں میں یہ شامل نہیں ہے؟ ایک اندازے کے مطابق اسٹالن نے ۱۵ ملاکھ لوگوں کو قتل کروایا، ماؤزے تنگ کے حکم پر قریب ۲۰ ملاکھ لوگ قتل کیے گئے، اٹلی کے مسولینی کے ہاتھوں چار لاکھ سے زیادہ لوگوں کو ہلاک کیا گیا، صرف ایک امریکی صدر جارج بش کے حکم پر عراق میں پانچ لاکھ سے زیادہ جوان، بوڑھے، بچے اور خواتین کو قتل کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں ہیں، چینیوں نے تبت میں جو کیا، جو میانمار کے روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے، آئی ایس آئی ایس کے ذریعہ اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کو ہی مارا جارہا ہے، ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے وجود میں آنے سے لے کر اب تک جو معصوم فلسطینیوں کے ساتھ اسرائیلیوں کے ذریعہ کیا جارہا ہے، ہندوستان میں الفا اور ماؤ وادیوں کے ذریعہ جو سالوں سے نہتے اور بے گناہوں کا خون ہو رہا ہے، یہ سب دنیا کی بدترین دہشت گردیوں میں سے ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں دہشت گردی کے لیے کوئی جگہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بالکل نہیں، کیوں کہ اسلام پوری دنیا میں امن عالم کا سب سے بڑا پیغامبر ہے، جس کا لفظ اور بنیاد ہی سلامتی اور امن سے تیار کیا گیا ہو۔ (اسلام اور مسلمان کا مادہ سلم ہے، جس کا مطلب ہے سلامتی، اسی طرح ایمان اور مومن کا مادہ امن ہے جس کا مطلب بھی ہے سلامتی اور سکون) اگر ہم اسلام کی تعلیمات کا بغور جائزہ لیں اور قرآن و حدیث کی طرف نظر کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بے شمار احکام امن و سلامتی کے تعلق سے دیے گئے ہیں۔ اسلام کی بنیاد رواداری، محبت، مساوات اور انصاف پر قائم ہے، جہاں یہ صفات ہوتی ہیں، وہاں امن اور سلامتی ہوتی ہے، دنیا میں ہونے والی دہشت گردیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ بے انصافی، عدم مساوات، تعصب، نفرت، ظلم اور عدم رواداری اس کی جڑ میں شامل ہے۔ ذیل میں کچھ قرآن کی آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا جارہا ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ اسلام نے کس قدر امن و سلامتی، انسانی حقوق کا خیال رکھا ہے اور ظلم و تشدد، نفرت و عداوت، بے انصافی، نفرت اور عدم رواداری سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے مومنو! امن و سلامتی میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو۔ (سورۃ بقرہ/۲۰۸) دوسری جگہ ارشاد ہے: "اور زمین میں اس کی درستگی کے بعد فساد مت پھیلاؤ۔" (سورہ اعراف/۵۶)

ایک جگہ ارشاد فرمایا: "اور جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں! مگر حق کے ساتھ۔ ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ سمجھو۔" (سورہ الانعام/۱۵۱)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا حکم دیتا ہے، ظلم و تشدد اسلام کے ماننے والوں کا شیوہ نہیں ہے، ہاں جو لوگ ظلم و تشدد کرنے والے ہیں اور اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں ان سے جنگ کرنے اور ان کے ظلم کو ختم کر کے انصاف اور امن قائم کرنے کا حکم ضرور دیا ہے۔ ذیل کی آیت میں یہی حکم دیا گیا ہے۔ "اور ان سے اللہ کی راہ میں لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، اللہ زیادتی کرنے والوں کو نہیں پسند کرتا۔" (سورہ بقرہ/۱۹۰)

اسی تعلق سے اسی سورہ کے اندر یہ ارشاد فرمایا: "جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی طرح زیادتی کرو جتنا اس نے تم پر کیا اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (سورہ بقرہ/۱۹۴) یعنی بدلہ لینے میں بھی اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ جس قدر ظلم ہوا ہے، بدلہ لینے میں اس حد سے آگے نہ بڑھا جائے۔ آپ خود سوچئے جو مذہب ظلم کرنے والے کو بھی اس کے ظلم سے زیادہ سزا دینے کا قائل نہیں ہے، وہ معصوم انسان کے قتل اور اس پر ظلم کا حکم کیسے دے سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ "جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ (سورۃ المائدہ/۳۲) دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (سورہ ممتحنہ/۸)

اسی طرح احادیث کے اندر بھی بے شمار جگہوں پر امن و سلامتی کی ترغیب اور قتل و غارت گری اور ظلم و تشدد سے روکا گیا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا یا کسی کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے۔ (بخاری شریف)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار جس نے ذمی غیر مسلم پر ظلم کیا یا اسے نقصان پہنچایا، اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لیا یا اس سے کوئی تھوڑی سی چیز بھی بغیر اس کی رضا کے لی تو کل قیامت کے دن میں ایسے شخص سے جھگڑوں گا۔ (ابوداؤد شریف) محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: خدا کی قسم میری بیٹی بھی چوری کے جرم کا ارتکاب کرے گی تو اس پر شرعی حد لگائی جائے گی اور اسکا بھی ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔ (نسائی شریف) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اسلام میں نہ ضرر ہے نہ نقصان پہنچانا ہے، جس نے نقصان پہنچایا، اللہ اس کو نقصان میں مبتلا کرے گا اور جس نے کسی کو مشقت میں ڈالا، اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں مبتلا کرے گا۔" (مسند احمد) اللہ کے نبی صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم زمین والوں پر رحم کرو، اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرے گا۔" (ابوداؤد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اس لیے اللہ کے نزدیک مخلوق میں بہترین شخص وہ ہے، جو اللہ کے کنبے کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔ (بیہقی فی شعب الایمان) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔" (بخاری شریف) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی جارہا تھا کہ اُسے سخت پیاس لگی، وہ ایک کنوئیں میں اُترا اور اُس سے پانی پیا، جب باہر نکلا تو ایک کتے کو ہانپتے دیکھا جو پیاس کی وجہ سے مٹی چاٹ رہا تھا، اُس نے دل میں کہا کہ اِسے بھی اُسی طرح پیاس لگی ہوگی جیسے مجھے پیاس لگی تھی، اُس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور منہ میں لے کر نکلا اور کتے کو پانی پلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی قبول کی اور اُسے بخش دیا، صحابہ کرام عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! کیا جانوروں کی وجہ سے بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر جاندار پر ثواب ملتا ہے۔" (بخاری شریف، مؤطا امام مالک) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت بلی کی وجہ سے دوزخ میں ڈالی گئی، اُس نے اُسے باندھ رکھا تھا لیکن نہ اُسے کھانے کو دیتی تھی اور نہ ہی چھوڑتی تھی کہ وہ کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔" (بخاری شریف)

آپ خود سوچئے جس مذہب نے جانوروں کے حقوق تک کا اتنا خیال رکھا ہو کہ ایک جانور پر مہربانی کرنے کے بدلہ میں جنت کا وعدہ کیا ہو اور ایک جانور پر ظلم کرنے پر جہنم کی وعید سنائی ہو، وہ انسانوں کے حقوق کے بارے میں کس قدر فکرمند ہوگا۔

مذکورہ بالا معروضات سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام دنیا کے مذاہب میں سب سے بڑا پیغامبر امن ہے اور دہشت گردی، ظلم و تشدد اور قتل و غارت گری کے لیے اس میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ جو لوگ اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ منسلک کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ در اصل اسلامی تعلیمات سے پوری طرح واقف نہیں ہیں، اسلامی تعلیمات کے تئیں غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور انصاف کے ساتھ وہ اسلام کا تجزیہ نہیں کرتے، اسی طرح وہ لوگ بھی جو اسلام کا نام لے کر بے گناہ انسانوں کو مارتے ہیں، لوگوں میں خوف و ہراس پیدا کرتے ہیں اور قتل و غارت گری مچاتے ہیں، انہوں نے بھی اسلام کو صحیح سے نہیں سمجھا ہے اور ایسے لوگوں کا اسلامی تعلیمات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

ہلال رمضان کا پیغام، امت مسلمہ کے نام

مولاناشمس الحق ندوی

یوں تو ہرمہینہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا ہوں اور کوئی نہ کوئی پیام لاتا ہوں، میری ہرآمد قرب قیامت اورناپائیداری عالم کا اعلان ہوتی ہے، میری گردش نے کتنوں کے عروج وزوال، صحت کو مرض اور حیات کو موت سے بدل دیا ہے، مگر میری آج کی آمد ایک خاص پیام اور آپ کی پریشاں نظری کے علاج کی غرض سے ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی آنکھوں میں جذب وشوق کی ایسی کیفیت محسوس کررہا ہوں جو پچھلی ملاقاتوں میں میں نے نہیں دیکھی، آپ مجھے کچھ حیران و پریشان نظر آرہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کو اپنا بہت کچھ کھودینے کا احساس ہو، دوسری طرف آپ کی مشتاق وفریادی نگاہیں یہ پتہ دے رہی ہیں کہ اب آپ تجدید عہد وفا کرنے چلے ہیں اور مجھ سے کچھ واضح مشوروں کے طالب ہیں۔

میرا پیام کچھ ڈھکا چھپا نہیں ہے، میری آمد نے تو بارہا آپ کے تن مردہ میں جان ڈالی ہے اور آپ کی مدد کی ہے، آپ کے اسلاف نے ایسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے ہیں کہ آج کی مادہ پرست دنیا اس کو سمجھنے سے قاصر ہے، آپ نے بھی اگر عزم وحوصلہ سے کام لیا اور گوش دل سے میری بات سنی تو میں آپ کو شوق ومستی اور سوز دروں کی دولت سے نہال ومالامال کردوں گا اور آپ کی بہت سی الجھنیں خود بخود دور ہوجائیں گی، بڑے سے بڑے مسائل حل ہوجائیں گے، زندگی کی الجھی ہوئی ڈور سلجھ جائے گی، زندگی جو بار دوش بنتی جارہی ہے، کرب وبے چینی، درد وکوفت، بغض وحسد، رنج وغم، اور مایوسی وناامیدی کا مرکز بن چکی ہے وہ سکوں آشنا، فرحت ومسرت، محبت ورأفت، اخوت وبھائی چارہ، ایثار وتعاون، اولوالعزمی وبلند ہمتی، جوش وولولہ اور قوت عمل کا ایک انمول ہیرہ بن جائے گی جس کی سودے بازی اس کارگاہ ہستی اور عالم رنگ وبو میں کوئی قوم یا کوئی مادی طاقت، اور کوئی دلفریب ودیدہ زیب تمدن نہ کرسکے گا، اور آپ کا داغ دھل جائے گا، جس کی وجہ سے آج آپ دنیا کی برادری میں سرنگوں اور شرمسار ہیں۔

میں آپ کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی طرف بھی اشارہ کروں گا، مگر جب آپ تجدید عہد وفا کرنے چلے ہیں تو اسے بھی کھلے دل اور شرح صدر کے ساتھ سنیں، اس لئے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، آپ کا دامن آج اصل سرمایہ سے خالی ہوچکا ہے، آپ حلم وتدبر کی صلاحیت کھو چکے ہیں، ضعف اعصاب، جھنجھلاہٹ اور چڑچڑاپن آپ کا مزاج بن چکا ہے، معمولی سی معمولی بات جو آپ کے مزاج کے خلاف ہوا آپ اسے برداشت نہیں کرسکتے، اس کی خاطر بڑے سے بڑے قومی مفاد کو نظر انداز کرجانا آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے، ہوا وہوس آپ کے رگ وپے میں سرایت کرچکی ہے، آپ کی اس مزاجی کیفیت نے گھر اور کنبہ سے لے کر علمی وسیاسی میدان، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں انتشار پیدا کررکھا ہے، طرفہ تماشا یہ ہے کہ آپ اپنے ضمیر کو اس پر مطمئن رکھتے ہیں کہ جو وہ کررہا ہے وہ صحیح ہے، یہ بڑے خطرے کی علامت ہے، آپ پھر سے اپنے افکار وخیالات پر نظر ثانی کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اس کے لئے نفس کو بہت دبانا اور سدھارنا پڑے گا، بہت کچھ کھونا اور پاپڑ بیلنا ہوگا، جب کہیں زندگی کی وہ چول بیٹھے گی جو اپنی جگہ سے کھسک چکی ہے، میں اسی کی مشق وتربیت کا پیام لے کر حاضر ہوا ہوں، اس سے بھی آپ کو ہوشیار کرتا ہوں کہ جب آپ فیصلہ کریں گے تو تاویلات کی دیوار کھڑی ہوجائیں گی، کیونکہ

ہوس سینہ میں چھپ چھپ کر بنالیتی ہے تصویریں

خوبیاں سب ہم میں ہیں، عیب سب دوسروں میں، یہ وہ مہلک روگ ہے، جس نے آپ کی قوت عمل کو مفلوج اور قبائے اتفاق واتحاد کو تار تار کررکھا ہے، آپ ذرا غفلت کے پردوں کو ہٹایئے، خمار آلود آنکھوں کو ہوش وخرد کی چھینٹیں دیکر غنودگی کو دور کیجئے اور دیکھئے آپ کے سامنے ہزاروں مسائل کھڑے ہیں اور بے شمار رکاوٹیں اور چٹانیں حائل ہوچکی ہیں۔

آپ کے خلاف مکروفریب اور سازشوں کے ان گنت جال بچھائے جاچکے ہیں اور دشمن نے یہ سب اس ہوشیاری ودوربینی سے کیا ہے کہ آپ اس کی ہرادا اور ہرحربہ کو اپنے موافق سمجھ رہے ہیں آپ اس کی سحرانگیزیوں پر سرشار اور اس حد تک فدا ہیں کہ سب کچھ لٹا کر آپ نے اپنے کو اس کی گود میں ڈال دیا ہے، اس نے طفل شیرخوار کی طرح آپ کو تہذیب وتمدن کے کھلونے دے کر بہلا پھسلا رکھا ہے، اور اپنا اثر ورسوخ برابر بڑھاتا جارہا ہے بعض قوموں پر تو ہم نے آپ کے دشمن کو اس طرح سرپرستی کرتے دیکھا جیسے کسی یتیم ولاوارث بچہ کی کی جاتی ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو میں کہوں کہ جو کچھ اس نے کہا وہ آپ نے بے چوں وچرا مانا، آپ کو ہوش نہیں کہ دشمن نے آپ کی اصل روح کو سلب کرنے کے لئے اپنی پوری علمی وفکری صلاحیت صرف کردی ہے اس نے رنگارنگ مادی ترقیات کی دجالی جنت دکھا کر آپ کے ایمان ویقین، نفس اسلام اور رسالت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں اپنی پوری توانائی صرف کردی ہے اور آپ نہایت سادہ دلی اور بھولے پن کے ساتھ کشاں کشاں ادھر ہی کو چلے جارہے ہیں، کبھی تاویل وحیلہ بازی سے کام لے کر، کبھی جدید تغیرات وضروریات کو وجہ جواز قرار دے کر آپ میراث ابراہیمی سے نظر بچاتے ہوئے مغرب کے تازہ خداؤں سے رشتہ جوڑ رہے ہیں، آپ اپنا احساس کھونہ چکے ہوتے تو میراث ابراہیمی کے شکوہ وملال کے یہ الفاظ نہ سنتے جو فضا میں عرصہ سے گونج رہے ہیں

عدو سے ملنے کی خواہش اور کچھ مرا بھی خیال
چلے ادھر ہی کو لیکن ٹہل ٹہل کے چلے

اسلامی حقائق وعقائد کے بارے میں آپ کے شکوک وشبہات، لیت ولعل زبان حال سے صاف صاف یہ اعلان کررہے ہیں کہ

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

آپ کے ہاتھ اپنے ہی خون سے رنگین ہیں، قصر اسلام کی ایک ایک اینٹ آپ خود اکھاڑ رہے ہیں، اپنا سارا اثاثہ لٹا کر غیروں کے در پہ کاسۂ گدائی آپ ہی لئے کھڑے ہیں، آخر بے حیائی وبے ضمیری کی بھی تو کوئی حد ہونی چاہئے، کل جن کو آپ نے بہت کچھ دیا تھا اب اپنا سب کچھ کھوکر انہیں سے مانگنا کیسا روح فرسا، حسرتناک اور دلسوز منظر ہے، ڈوب مرنے کی بات یہ ہے کہ جن کا مقصد حیات نا ؤنوش، خردن ومردن اور عیش کوشی کے سوا کچھ نہیں وہ اپنے قومی معاملات میں کتنے متحد، ایثار وقربانی میں کتنے آگے ہیں اور آپ جن کا مقصد احتساب کائنات جہانبانی وجہاں آرائی ہے، جن کا مقصد حیات آگ کے شعلوں کو گل گلزار بنانا ہے، ظلمت کدۂ عالم میں رشد وہدایت کی شمعیں جلانا ہے، کتنے منتشر اور باہم دست وگریباں ہیں اگر کبھی کسی نقطہ پر متحد ہوتے ہیں تو بہت جلد اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اس کی ایک ایک کڑی الگ ہوجاتی ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ آپ اندر کی کھوئی ہوئی چیز کو باہر ڈھونڈ رہے ہیں،، آپ یاد رکھیں کہ کفر کے ہزار گناہ معاف، اس لئے کہ اس کی ایک ہی اور آخری ابدی سزا ہے اور ایمان کی ادنیٰ لغزش بھی قابل گرفت ہے، اس لئے کہ اس کے ساتھ "**اصلها ثابت وفرعها فی السماء توتی اکلها کل حین باذن ربها**" (ابراھیم:۲۴) کا مژدہ ہے، کفر سراپا ظلمت وتاریکی، ایمان نور مجسم ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب آپ نے میرے پیام کو غور سے سنا تھا، اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا تھا تو مور وملخ کی طرح افق عالم پر چھا گئے تھے اور آپ سے کوئی آنکھ ملا نہیں سکتا تھا، میں نے آپ کے خرقہ پوشوں کو قیصر وکسریٰ کا تاج چھینتے دیکھا ہے، آپ کے شہ سواروں کو سطح سمند پر بے تکلف چلتے دیکھا ہے، میری آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ آپ کی آواز پر جنگل کے درندوں نے اس طرح راستہ خالی کیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو منھ میں لے کر بھاگے ہیں، جیسے میں اب بھی ساحل اندلس پہ طارق کی جلتی ہوئی کشتیوں کا دھواں دیکھ رہا ہوں اور میرے کانوں میں ایمان ویقین، عزم وحوصلہ سے بھرپور طارق کے یہ الفاظ گونج رہے ہیں لوگو! دشمن تمہارے پیچھے ہے، سمندر سامنے ہے، بھاگنے کی گنجائش کہاں، اب اس کے سوا چارۂ کار نہیں کہ مردانہ وار بڑھو اور دشمن کی کلائی موڑ دو، میں آپ کے سالار محمد بن قاسم ثقفی کے گھوڑوں کی ٹاپ ساحل ہند پر سن رہا ہوں، سپہ سالار ایران کے نام حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے خط کے یہ الفاظ ابھی تک آپ کی تاریخ کا سنہرہ باب بنے ہوئے ہیں، :"ہم خود نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ ہم اس کے بندوں کو بادشاہوں کے ظلم وستم اور جہالت کی تاریکیوں سے نکالیں اور ایمان کے نور اور اسلام کے عدل کی طرف بلائیں اور ہم ضرور ایسا کریں گے"۔ میں آپ کے صلاح الدین ایوبی کو بیت المقدس پر فتح وکامرانی کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جب آپ نے ہمارے پیام کی قدر کی تو ہم نے آپ کو اس حال میں دیکھا اور جب آپ نے اس کی ناقدری کی، بے رخی برتی، آپ کے اندر عیش کوشی اور خودغرضی ونفس پرستی کا غلبہ ہوا تو اخلاقی زوال وانحطاط نے ممالک اسلامیہ کی ایک ایک کڑی کو الگ کرکے آپ کو بزدل وپست ہمت بنادیا۔ اگر آئی ہوئی بہار سے آپ پھر فائدہ اٹھالیں تو آپ کے حق میں بڑا اچھا ہوگا، معاف فرمائیں میں نے بہت دیر تک آپ کو شرمندہ کیا، اب میں پھر سے (نیا) پیغام دہرا رہا ہوں، آپ اس کے ایک ایک جز کو دانتوں سے پکڑلیں عملی مشق کے لئے کمربستہ ہوجائیں، اسی میں آپ کے درد کا درماں ہے۔

غور فرمایئے! افق عالم پر چمک کر میں نے آپ کے کتنے زبردست عالمگیر قومی اتحاد کا اعلان کیا ہے، شہر ہو کہ گاؤں، سمندر کے پار، پہاڑوں کی اوٹ، مشرق سے لے کر مغرب تک جہاں کہیں بھی اسلامی برادری آباد ہے، اب سب کے سب کھانے پینے سے ہاتھ روک لیں گے۔

طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک چاہے کتنے ہی لذیذ کھانے موجود ہوں، کوئی ادھر ہاتھ نہ بڑھائے گا، کتنی ہی پاکیزہ حلال کمائی ہو، اس کا کھانا حرام ہے، شاہ ہو کہ گدا، امیر ہو کہ غریب، آقا ہو کہ غلام، سب ایک ہی حال میں ہوں گے سب بھوکے پیاسے، سب کی زبانوں پہ تالے، نہ غیبت کرسکتے ہیں نہ جھوٹ بول سکتے ہیں، ہاتھ بندھے ہوئے فقر وفاقہ کے باوجود نہ چوری کرسکتے ہیں نہ حرام کو ہاتھ لگا سکتے ہیں، سب ایک ہی اذان سے افطار کریں گے، ایک ہی اعلان صبح صادق سے پھر پابند ہوجائیں گے، دن کے بھوکے پیاسے، رات کو اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھے تراویح میں کلام پاک کا دور کررہے ہوں گے، تقدیم ہوگی نہ تاخیر، اسی کیفیت کے ساتھ پورے مہینہ سب کی زبانوں پہ ذکر وتلاوت، تسبیح واستغفار کے زمزمے جاری ہوں گے۔

اب وعدہ کیجئے کہ آپ اس موسم بہار کو جو عبادت وریاضت، اصلاح باطن، تزکیۂ نفس، سوز وساز اور ناز ونیاز کے لئے خاص ہے، محض افطار وسحر کے اہتمام میں دعوتوں اور روزہ کشائی کے جشنوں میں ضائع نہ کردیں گے، اور اپنے غریب ونادار بھائیوں، بہنوں اور بیواؤں کا بھی خیال رکھیں گے، ان کو چھپ چھپا کر خوب دیں گے، ایسا نہ ہو کہ آپ تو اتنا کھائیں کہ تراویح میں کھڑا ہونا دشوار ہو، اور آپ کے بھائی بھوک کی بھٹیوں میں جل رہے ہوں، ان کا افطار وسحر پانی سے ہوتا ہو، آپ کے نبی نے فرمایا ہے کہ: جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا، کھانا کھلایا اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا، جتنا روزہ رکھنے والے کو، تو دیکھئے آپ ایسا نہ کیجئے کہ اس ثواب کو حاصل کرنے کے لئے صرف کھانے پینے اور اپنے ہی معیار کے لوگوں کی دعوت کرنے میں لگے رہیں، نہیں! بلکہ ناداروں کو مقدم رکھیں۔

روزہ کا اصل منشا یہ ہے تزکیہ نفس، پاکیزگی، اخلاق وخواہشات نفس پر قابو پانے، گناہ ومعاصی سے اجتناب کی صلاحیتیں اجاگر ہوجائیں، فتنہ وفساد اور ظلم وزیادتی اور بغض وحسد کی آگ بجھ جائے اور قلب مومن میں ایسی صلاحیت پیدا ہوجائے جس میں عناد وسرکشی، سنگدلی وقساوت قلبی کا گزر نہ ہو، فرض شناسی، احساس ذمہ داری، وفاء عہد، اور امانت وصداقت کی جلوہ آرائی ہو، حقیقت ہی حقیقت ہو، نفاق وملمع سازی کا گرد وغبار دھل چکا ہو، صاحب حق کو اس کا حق ملے، مظلوم ظالم سے مامون اور اس کی عزت وناموس محفوظ ہو، غرباء ومساکین، مجبور ونادار، لاوارث وبے سہارا نہ رہنے پائیں، فرائض منصبی کی ادائیگی کا جذبہ، دینی وملی مسائل اور قومی ضروریات وتقاضوں سے غافل وبے خبر نہ ہونے دے، نیا خون، نئی روح، نیا جوش عمل پیدا ہو۔

Scanned with CamScanner

''ابوالکلامیات'' کے سرمایے پر ایک نگاہ

نایاب حسن

برصغیر میں ادب ودانش اور نقد وتحقیق کے ناحیے سے جن چند لوگوں سے منسوب ایک بڑا تحقیقی وتصنیفی سرمایہ معرضِ وجود میں آچکا ہے، ان میں ایک اہم نام مولانا ابوالکلام آزاد کا بھی ہے، آزاد کی شخصیت، سوانح، ان کی زندگی کے خفی وجلی گوشے، تعریف وتنقید اور بسااوقات تذلیل وتنقیص کے قصے؛ سب تاریخ کے سینے سے نکل کر بہ تمام وکمال سینۂ اوراق پر منتقل کیے جاچکے ہیں اور ''ابوالکلامیات'' علم وتحقیق اور فکرودانش کا ایک مستقل موضوع قرار پاچکا ہے۔

میرے خیال میں آزاد کی سوانح یا سیاست پر مدح سرایانہ یا سرسری گفتگو کرنے کی بجائے ان کی زندگی کے اور چھور اور فکرونظر کے گوشوں کو نقد وتحقیق کا موضوع بنایا جانا زیادہ مناسب ہے؛ کیوں کہ خود آزاد اسی ''موڈ'' کے انسان تھے، اس تعلق سے جو کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ عام طور پر اچھی ہیں اور ان میں حیاتِ آزاد کے (مثبت یا منفی) گوشوں پر بھرپور گفتگو کی گئی ہے۔

مولانا مرحوم ومغفور کی شخصیت پر اب تک کئی حوالوں سے کام ہوا ہے، ان کی سوانح حیات کے ذیل میں عبدالرزاق ملیح آبادی کی زبانی ''آزاد کی کہانی'' اور پھر ''ذکرِ آزاد'' خاصی دلچسپ کتابیں ہیں، ''انڈیا ونس فریڈم'' کی اشاعت کے بعد اس کے بعض حصوں پر اگرچہ علمی حلقوں میں ہنگامۂ رستاخیز برپا کیا گیا؛ بلکہ بعض طبقوں میں تو ابوالکلام کی طرف اس کی نسبت ہی مشکوک ومشتبہ قرار دی گئی؛ لیکن بہرحال اس کتاب سے آزاد کے ذہنی، فکری وعملی سروکار کے لگ بھگ تیرہ، چودہ سال کا لیکھا جوکھا سامنے آجاتا ہے، ''تذکرہ'' ایک ارادت کیش کی فرمائش پر مولانا کی اپنی لکھی ہوئی سوانح ہے، مگر اس میں خاندان کے احوال پر مفصل لکھا گیا، جبکہ اپنے بارے میں محض ادبی اشارات سے کام لیا گیا ہے، بہرحال نکتہ طرازوں نے ان اشارات سے بھی کئی کتابیں مرتب کی ہیں۔ اس میں کسی شبہے کی گنجایش نہیں کہ آزاد ایک دیدہ ور عالم تھے، ایک یکہ تاز دانشور، ایک بے بدل خطیب تھے اور ایک بے نظیر ادیب، ان کے خیال وفکر میں ایسی رفعت اور بلندی تھی کہ وہاں تک دیکھنے میں ہی بڑے بڑوں کی ٹوپیاں گر جائیں، تحمل و بردباری کی اس منزل پر تھے کہ بڑے سے بڑے سیاسی یا ذاتی دشمن کے حملوں کو یوں جھٹک دیتے، گویا ناقابلِ التفات ہوں، ان کی سیاست ایک نظریے کے تحت شروع ہوئی تھی، جس کی تبلیغ، اشاعت اور تحفظ کے لیے وہ تاحیات سرگرم رہے، ساتھ ہی آزاد ہندی مسلمانوں کے معتوب ترین رہنما تھے، کہ جنھیں نوکروڑ اسلامیانِ ہند میں سے لگ بھگ دوتہائی کی گالیاں کھانی پڑیں، مگر انھوں نے اف تک نہ کیا، اس طرح مولانا کی شخصیت، فکروفن اور کردار کی مختلف ومتنوع جہتیں ہیں، جن کی تفہیم وتشریح اس معنی کر ضروری ہے کہ مولانا آزاد ہندوستان کے ایک ایسے راہنما رہے ہیں، جنھوں نے کئی نسلوں کو نظری، علمی، فکری، تہذیبی، سیاسی ہر سطح پر متاثر بھی کیا ہے یا اب بھی کرتے ہیں؛ چنانچہ ان کی حیات، کارنامے اور فکروفن کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنا، ان پر بحث وتحقیق کرنا اور انھیں نقد ونظر کے دائرے میں لانا ضروری ہے۔ اسی احساس کے ساتھ آزاد کی شخصیت اور ان کے فکروعمل کی جہات پر ان کی زندگی سے ہی لکھا جانے لگا تھا، البتہ ان کی وفات کے بعد یہ کام زیادہ مضبوطی سے ہوا، ''ابوالکلامیات'' پر غالباً پہلی کتاب عبداللہ بٹ کے ذریعے مرتب کی گئی، ''ابوالکلام آزاد'' ہے، جو پہلی بار لاہور سے ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی تھی، اس کتاب میں سترہ مضامین، دو نظمیں اور اخیر میں عبداللہ بٹ کے نام مولانا آزاد کے تین خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں، اس کتاب کے مضمون نگاروں میں خواجہ حسن نظامی، سید سلیمان ندوی، جواہر لال نہرو، سجاد انصاری، نصر اللہ خاں عزیز اور آصف علی وغیرہ ہیں، زیادہ تر مضامین تاثراتی نوعیت کے ہیں، بعض میں ان کی فکر کے بعض گوشوں کو اُجالا گیا ہے۔ عبداللہ بٹ نے ۱۹۴۴ء میں مولانا کے پندرہ سولہ مضامین کا ایک مجموعہ بھی مرتب کیا تھا، جسے ''مضامینِ آزاد'' کے نام سے لاہور سے ہی شائع کیا تھا۔

ان کی وفات کے بعد حکومتِ ہند کی وزارتِ اطلاعات ونشریات کے زیرِ اہتمام دسمبر ۱۹۵۸ء میں بھی ایک کتاب ''ابوالکلام آزاد'' شائع ہوئی، جس میں متعدد سیاسی رہنماؤں، ادیبوں اور دانشوروں کے منظوم ومنثور تاثرات درج کیے گئے، اس کی ایک خاص بات مولانا کی مختلف مراحلِ عمر وسیاست کی بہت سی خوب صورت تصویریں بھی تھیں۔ ڈاکٹر راجیش کمار پرتی نے نیشنل آرکائیوز آف انڈیا میں محفوظ مولانا کے غیر مطبوعہ خطوط کو ''آثارِ آزاد'' کے نام سے شائع کیا، اس کے آغاز میں مرتب موصوف کا پچیس صفحوں کا مقدمہ خاصا معلومات افزا اور دلچسپ ہے، باقی ان خطوط کے مطالعے کے ذریعے وزیرِ تعلیم کی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ مالک رام ہندوستان میں ایک منفرد ماہرِ ابوالکلامیات کے طور پر اپنی شناخت رکھتے ہیں، انھوں نے ساہتیہ اکادمی کی سربراہی کے دوران نہ صرف مولانا کی کتابوں کو عمدہ انداز میں شائع کیا؛ بلکہ ان پر تحقیق وتعلیق اور تخریج وغیرہ کا بھی کام کیا، مولانا کے خطوط مرتب کیے۔ ''کچھ ابوالکلام آزاد کے بارے میں'' کے نام سے مولانا کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر ایک تحقیقی کتاب مرتب کی، ''نثرِ ابوالکلام'' میں مولانا کے منتخب مضامین، مقالات اور مکاتیب کو جمع کرکے شائع کیا۔

ان کے علاوہ جن لوگوں نے ابوالکلامیات کے مختلف گوشوں یا مولانا کی زندگی کے احوال پر لکھا ہے، ان میں قاضی عبدالغفار (آثارِ ابوالکلام: ایک نفسیاتی مطالعہ) عرش ملسیانی (ابوالکلام آزاد: جدید ہندوستان کے معمار) عبدالقوی دسنوی (حیاتِ ابوالکلام آزاد، تلاشِ آزاد، مطالعۂ غبارِ خاطر، ترتیب ماہوار لسان الصدق) شکیل الرحمٰن (ابوالکلام آزاد، چھ مضامین کا مجموعہ) رشید الدین خاں (ابوالکلام آزاد: ایک ہمہ گیر شخصیت، مولانا ابوالکلام آزاد: شخصیت، سیاست، پیغام) پروفیسر عبدالمغنی (ابوالکلام آزاد کا اسلوبِ نگارش، مولانا ابوالکلام آزاد: ذہن وکردار) انور دہلوی (امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی سوانح حیات) ظ انصاری (ابوالکلام آزاد کا ذہنی سفر) ریاض الرحمٰن شیروانی (انڈیا ونس فریڈم: ایک مطالعہ) انور عارف (آزاد کی تقریریں) عتیق صدیقی (آئینۂ ابوالکلام آزاد، مجموعۂ مقالات، غالب اور ابوالکلام) جمشید قمر (ابوالکلامیات، خدابخش لائبریری سے مولانا کے متعلق شائع ہونے والی کتابوں کا جائزہ، جہانِ ابوالکلام آزاد: فکروتحقیق کی چند جہتیں) اخلاق حسین قاسمی دہلوی (مولانا ابوالکلام آزاد کی قرآنی بصیرت، ترجمان القرآن کا تحقیقی مطالعہ) ملک زادہ منظور احمد (آزادی کے بعد مولانا کی شخصیت وخدمات پر اولین تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی) ضیاء الحسن فاروقی (مولانا ابوالکلام آزاد کی طرف، مولانا ابوالکلام آزاد: فکر و نظر کی چند جہتیں) قاضی عبدالودود (کچھ ابوالکلام آزاد کے بارے میں) عبداللطیف اعظمی (معترضین ابوالکلام آزاد) ابوسعید بزمی (مولانا ابوالکلام آزاد: تنقید و تبصرہ کی نگاہ میں) خلیق انجم (مولانا ابوالکلام آزاد: شخصیت اور کارنامے، مجموعۂ مقالات) شمیم حنفی (ہماری آزادی، انڈیا ونس فریڈم کے مکمل متن کا ترجمہ) ضیاء الدین انصاری (مولانا آزاد، سرسید اور علی گڑھ) قاسم سید (مولانا ابوالکلام آزاد: ایک تقابلی مطالعہ) عارف الاسلام (مسیحا کون؟ سرسید یا آزاد) ڈاکٹر شرافت حسین مرزا (اردو ادب میں مولانا ابوالکلام آزاد کا حصہ اور مرتبہ، ترتیب: ڈاکٹر شایستہ تمکیں) ڈاکٹر وہاب قیصر (مولانا ابوالکلام آزاد: فکروعمل کے چند زاویے) شانتی رنجن بھٹاچاریہ (مولانا ابوالکلام آزاد کے پاسپورٹ کی خفیہ فائل) اثر بن یحیٰ انصاری (مولانا آزاد: ایک سیاسی ڈائری) وغیرہم کے نام اہم ہیں۔ ادارہ جاتی شکل میں مولانا مرحوم کے افکار وخدمات کے مختلف گوشوں پر باضابطہ اشاعتی پروجیکٹ پر کام کرنے کا سہرا خدابخش لائبریری کے سر ہے، جہاں ۱۹۸۸ء میں مولانا کی پیدائش کی پہلی صدی کی مناسبت سے عابد رضا بیدار صاحب کی ڈائرکٹرشپ میں ''ابوالکلامیات'' پر باقاعدہ اشاعتی پرگرام چلایا گیا اور اس کے نتیجے میں کئی اہم کتابیں شائع ہوئیں، ان میں سے کچھ تو خود عابد رضا بیدار صاحب کی کتابیں تھیں، جبکہ کچھ ملک وبیرونِ ملک کے مختلف ماہرینِ ابوالکلامیات کے ذریعے مرتب کروائی گئی تھیں، اس تعلق سے ایک کتاب ''ابوالکلامیات'' کے نام سے جمشید قمر صاحب نے تالیف کی ہے، جس میں ''ابوالکلامیات'' پر ۱۹۸۶ء سے ۲۰۰۰ء تک شائع ہونے والی کتابوں کا قدرے تفصیلی، تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ مولانا آزاد کے فکروفن کی اشاعت کے حوالے سے سرحد کے اُس پار بھی زبردست کام ہوا ہے، ابتداءً اس کا بار مولانا غلام رسول مہر اور شورش کاشمیری نے سنبھالا اور اب ایک عرصے سے یہ کام معروف محقق ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری کررہے ہیں۔ غلام رسول مہر کی ''نقشِ آزاد'' تین سو اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہے، پہلی بار جنوری ۱۹۵۸ء میں لاہور سے شائع ہوئی تھی، کتاب کے تین حصے ہیں، پہلے حصے میں مہر کے نام مولانا کے خطوط جمع کیے گئے ہیں، دوسرے حصے میں مولانا آزاد کے غالب ومتعلقاتِ غالب پر لکھے گئے مضامین اور چند دیگر ادبی مضامین شامل ہیں، جبکہ تیسرے حصے میں خواجہ حسن نظامی، ملا واحدی اور نیاز فتحپوری کو لکھے گئے وہ خطوط جمع کردیے گئے ہیں، جو کسی واسطے سے مولانا مہر کو مل گئے تھے۔

جہاں تک بات شورش کاشمیری کی ہے، تو آزاد سے انھیں ارادت بھی تھی اور عشق بھی تھا، اسی عشق کے زیرِ اثر شورش نے آزاد پر لکھا اور خوب لکھا، اپنے اخبار ''چٹان'' میں کسی نہ کسی حوالے سے آزاد کو زیرِ قلم لاتے رہے، مولانا کی وفات کے بعد ہندوستان و پاکستان میں بعض لوگوں نے مولانا کے خلاف اپنا دیرینہ بغض نکالنے کی مہم شروع کی، تو شورش تمام تر خطرات اور اندیشوں سے بے پروا ہوکر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں کود پڑے، انھوں نے اپنے شوخ وطرار قلم کی زد پر ان تمام لوگوں کو لیا، جنھوں نے کسی بھی حوالے سے آزاد کے دامن کو داغ دار کرنے کی بھدی کوشش کی، اکیلے شورش کی چنگھاڑ نے نہ صرف پاکستان میں آزاد دشمنی کے قلعے کو زمیں بوس کیا؛ بلکہ بعض ہندوستانی لکھاری بھی قلمی آوارہ گردی سے تائب ہوگئے، ان کی ایک باقاعدہ تصنیف ''ابوالکلام آزاد: سوانح وافکار'' لگ بھگ چھ سو صفحات پر مشتمل ہے، جو ان کی وفات کے بعد ۱۹۸۸ء میں شائع ہوسکی تھی، جبکہ ان کی بیشتر کتابوں میں مختلف حوالوں سے آزاد کا ذکر آیا ہے؛ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو شاید ہی مبالغہ ہو کہ شورش کی کوئی بھی تحریری یا تقریری مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی، جس میں وہ آزاد کا ذکر نہ کرتے ہوں، مولانا کے تعلق سے شورش کی تحریروں کو پڑھیے تو ان میں ایسی سرشاری ووارفتگی ہے کہ دونوں کے درمیان ایک اٹوٹ رشتے کا احساس ہوتا ہے، ایسا رشتہ جو بسا اوقات اپنوں اور سگوں کے درمیان بھی نہیں ہوتا۔ چٹان میں ''ہندوستان میں ابن تیمیہ'' کے عنوان سے مولانا آزاد اور متعلقاتِ آزاد پر شورش نے سلسلہ وار لکھا تھا، ان تمام تحریروں کو ابوسلمان شاہجہاں پوری نے جمع کرکے اسی نام سے شائع کروادیا ہے۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری مولانا غلام رسول مہر وشورش کے بعد پاکستان میں مولانا آزاد کے سب سے بڑے محقق ہیں، بعض اعتبارات سے پاکستان ہی نہیں، ہندوستان میں بھی ان سے بڑا محققِ ابوالکلامیات شاید ہی پایا جاتا ہو، آزاد پر ان کے کام کی کئی جہتیں ہیں اور ہر جہت بڑی روشن وتابناک ہے، انھوں نے پہلے مرحلے میں خود مولانا آزاد کی مختلف تحریروں، رسالوں، کتابچوں اور مضامین کو جمع کرکے شائع کیا ہے، جو یقیناً غیر معمولی افادیت کے حامل ہیں، مولانا کے شعری ذخیرے کو جمع کرکے ''کلیاتِ آزاد'' مرتب کی ہے، مذہبی وادبی استفسارات کے جوابات پر مشتمل ''افاداتِ آزاد'' شائع کیا ہے، ان کی مرتب کردہ ایک کتاب ''ارمغانِ آزاد'' بھی ہے، جس میں انھوں نے مولانا کے منظوم کلام کے علاوہ ابتدائی دور کے مضامین کو جمع کیا ہے، راجیش کمار پرتی کی مرتب کردہ ''آثارِ آزاد'' کو مزید تحقیق وتنقیح کے ساتھ ''آثار ونقوش'' کے نام سے مرتب کیا ہے۔ شاہجہاں پوری صاحب نے مولانا آزاد کی حیات وخدمات پر معروف عالم ومفکر سعید احمد اکبرآبادی کی تحریروں کو بھی جمع کیا ہے، جو ''مولانا ابوالکلام آزاد: سیرت وشخصیت، علمی وعملی کارنامے'' کے نام سے شائع ہوئی ہیں۔ ان کی ایک تالیف ''مولانا ابوالکلام آزاد: ایک سیاسی مطالعہ'' بھی ہے، جو ۷۰۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں مولانا کی شخصیت، سیاست اور افکار و خدمات کے تعلق سے مختلف اربابِ قلم کی تحریروں کو جمع کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہندوپاک کی دانش گاہوں میں مولانا کی شخصیت وسیاست اور فکروفن پر ایم فل و پی ایچ ڈی سطح کے مقالے بھی مسلسل لکھے جارہے ہیں، اب تک مولانا پر دسیوں علمی وادبی رسائل واخبارات کے خصوصی نمبر بھی شائع ہوئے ہیں، جن کی ادبی، علمی وتنقیدی اہمیت بھی مسلم ہے۔ اس سب کے ساتھ ''ابوالکلامیات'' پر تحقیق، تصنیف وتالیف کے تعلق سے باقاعدہ ایک توضیحی اشاریہ بھی مرتب کیا جاچکا ہے، اس کا نام بھی مختصراً ''ابوالکلام آزاد'' ہی ہے اور اسے ڈاکٹر عطا خورشید صاحب نے مرتب کیا ہے، پوری کتاب ۳۱۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس کی اشاعت ۲۰۰۱ء میں مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ہوئی ہے۔ کتاب میں پہلے تو خود مولانا آزاد کی تصنیفات اور دوسروں کے ذریعے تالیف کیے گئے ان کی تحریروں کے مجموعوں کا اشاریہ پیش کیا گیا ہے، اس کے بعد مولانا آزاد اور ان سے متعلق تصانیف، مقالات ومضامین کا اشاریہ پیش کیا گیا ہے، ان سب کی مجموعی تعداد سترہ سو سے بھی زائد ہے۔ اس کتاب میں انگریزی میں ابوالکلامیات پر ہونے والے علمی، تحقیقی وتنقیدی کاموں کا بھی اشاریہ پیش کیا گیا ہے، ان کی مجموعی تعداد تین سو سے زائد ہے۔

الغرض مولانا ابوالکلام آزاد سے متعلق تحقیق، تصنیف، تالیف اور تنقید کا سلسلہ جاری ہے اور ہر آئے دن کے ساتھ ان کی زندگی اور شخصیت کے تعلق سے کچھ نئے حقائق لوگوں کے سامنے آرہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخصیتیں جتنی بڑی ہوتی ہیں، ان کی ذات وکردار کے گوشے اسی قدر وسیع وعمیق ہوتے، ان کی زندگی وافکار پر جتنا غور وفکر کیا جائے اور جتنی کھوج بین کی جائے، اسی قدر ہمارے علم ونظر میں اضافے کا سامان ہوتا جاتا ہے، ہندوستانی فکروسیاست کی تاریخ میں مولانا آزاد کی شخصیت کی گیرائی وگہرائی، انفرادیت وہمہ جہتی تو ان کے عہد کے بیشتر ہندوستانی رہنماؤں اور دانشوروں سے بڑھی ہوئی ہیں؛ اس لیے اب تک کے تحقیقی، تنقیدی، تصنیفی و تالیفی ذخیرے کے ذریعے گو ''ابوالکلامیات'' کے بہت سے گوشے ہمارے سامنے واضح ہوچکے ہیں؛ لیکن اس کے باوجود یقیناً ابھی اور بھی بہت سی پرتوں کا کھلنا باقی ہے۔

Scanned with CamScanner

تحریک برائے ترغیب تعلیم و ترقی اردو

محمد عادل فریدی

تحریک کی کامیابی کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں

اطلاعات، باہمی رابطہ اور آپسی تعاون: مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مدرسہ خیر العلوم بردونی، ضلع سمستی پور میں فروغ تعلیم اور ترقی اردو پر مشاورتی اجلاس

کسی بھی تنظیمی کام یا تحریک کی کامیابی کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں اطلاعات (Information)، باہمی رابطہ (Co-ordination) اور آپسی تعاون (Cooperation)۔صرف نیک خواہشات سے تحریکیں کامیاب نہیں ہوا کرتی ہیں، بلکہ عملی اقدام سے ہوتی ہیں۔امارت شرعیہ کی اس سہ رخی تحریک جو بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، عصری اداروں کے قیام اور اردو زبان کی ترقی وبقاء پر مشتمل ہے،اس کی کامیابی کے لیے بھی ہم سب کو عملی اقدام کرنا پڑے گا، تبھی جا کر یہ تحریک کامیاب ہو سکتی ہے۔یہ باتیں امارت شرعیہ کے نائب ناظم اور ہفتہ وار اخبار نقیب کے مدیر مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے مدرسہ خیر العلوم بردونی، ضلع سمستی پور میں مورخہ یکم اپریل کو ترغیب تعلیم وترقی اردو کے عنوان پر منعقد خصوصی مشاورتی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کہیں۔آپ نے کہا کہ ہماری نئی نسلوں کو دین پر قائم رہنے کے لیے بنیادی دینی تعلیم کا نظم لازم ہے۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ایمان وعقیدہ کی سلامتی کے ساتھ ہماری آنے والی نسل معیاری تعلیم حاصل کر کے تعلیم کے میدان میں ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بشانہ کھڑی رہے تو ہمیں ایسے عصری ادارے قائم کرنے پڑیں گے جہاں معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات اور اخلاقی تربیت کا بھی انتظام ہو۔اسی طرح ہماری تہذیب کی سلامتی اور ملی شناخت کو باقی رکھنے کے لیے اردو زبان کی بقاء اور ترقی بھی ضروری ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ جو بھی نجی عصری ادارے قائم ہیں انہیں اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ اپنے نصاب میں اردو کی تعلیم کو لازمی طور پر شامل کریں۔ان اسکولوں کی انتظامیہ پر دباؤ بنایا جائے کہ اگر وہ اردو کو شامل نہیں کریں گے تو ہم اپنے بچوں کا داخلہ ان کے اسکولوں میں نہیں کرائیں گے۔ اسی طرح جن اداروں کا انتظام وانصرام مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے،ان کو پابند بنایا جائے کہ وہ بنیادی دینی تعلیم اور اردو دونوں کو نصاب کا لازمی حصہ بنائیں۔اپنے گھروں میں بھی اردو کو رواج دینے کی ضرورت ہے،آج حالت یہ ہے کہ اپنے گھروں میں ہی ہم اردو کی لڑائی ہار رہے ہیں،اردو ہمارے گھروں سے نکلتی جارہی ہے،ہماری نشست گاہوں کی زبان اردو نہیں رہ گئی ہے،درسگاہوں اور اسکولوں میں بھی جو زبان استعمال ہورہی ہے، اس میں سے اردو کے الفاظ رخصت ہورہے اور انگریزی اپنا مقام بنارہی ہے۔اگر ہم اس ہار کو فتح میں بدلنا چاہ رہے ہیں تو درسگاہوں اور نشست گاہوں میں استعمال ہورہی زبان میں اردو کو پھر سے واپس لانا ہوگا۔مولانا موصوف نے اپنی گفتگو میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے شروع کی گئی آسان نکاح مہم کی طرف بھی توجہ دلائی،انہوں نے کہا کہ آج معاشرہ کی بے شمار خرابیوں کی اصل وجہ نکاح کا مشکل ہونا ہے،اس لیے معاشرہ میں آسان نکاح کا رواج ڈالیے جہیز اور تلک کی لعنت کو سماج سے ختم کیجئے،رسوم ورواج سے پُر نکاحوں کی حوصلہ شکنی اور سادہ نکاحوں کی حوصلہ افزائی کیجئے۔اس اجلاس میں پہلے مرحلہ میں یکم فروری کو سیف الاسلام اکیڈمی دھرم پور سمستی پور میں ہونے والے اجلاس سے اب تک کی کارکردگی کا جائزہ بھی لیا گیا،حسن پور بلاک سے مولانا سلیم الدین رحمانی نے بتایا کہ انہوں نے حسن پور بلاک کا تعلیمی سروے کیا ہے،وہاں ۴۶/مسلم بستیاں ہیں،جن میں کل ۳۶/مساجد ہیں جہاں ۲۶/مساجد میں مکاتب قائم ہیں، بقیہ میں نہیں ہے۔کلیان پور بلاک سے مولانا ممتاز عالم جامعی نے بتایا کہ وہاں کل ۶۵/مسلم بستیاں ہیں، جس میں کل ۳۲/مساجد ہیں جن میں صرف ۲۲/مساجد میں امام موجود ہیں ،بقیہ مساجد میں امام موجود نہ ہونے کی وجہ سے مکتب کا نظام قائم نہیں ہے۔چنانچہ آپسی گفت وشنید کے بعد پہلے مرحلہ میں سمستی پور کے کل بیس بلاکوں میں سے چھ بلاک کا ہدف متعین کر کے ۷/اپریل تک ان کا تعلیمی سروے کرنے کا فیصلہ کیا گیا، حسن پور بلاک کی ذمہ داری مولانا سلیم الدین رحمانی،کلیان پور بلاک کی ذمہ داری مولانا ممتاز عالم جامعی،بتھان بلاک کی ذمہ داری مفتی محمد اقبال قاسمی،اجیار پور بلاک کی ذمہ داری مولانا عبد القدوس صاحب،سرائے رنجن بلاک کی ذمہ داری قاری ہاشم صاحب اور ماسٹر شاکر رضا صاحب اور دلسنگھ سرائے بلاک کے سروے کی ذمہ داری مولانا عبد الوکیل صاحب کو دی گئی۔سروے میں کن پوائنٹس پر ڈاٹا اکٹھا کرنا ہے ان میں ☆ بلاکوں میں کتنے مسلم گاؤں ہیں، ☆ کتنے گاؤں میں مساجد ہیں، ☆ کتنے گاؤں میں بنیادی دینی تعلیم کا نظم ہورہا ہے، ☆ مسلمانوں کے پاس کتنے عصری تعلیمی ادارے ہیں، ☆ کتنے عصری تعلیم اداروں میں اردو کی تعلیم کا نظم ہے، ☆ غیر مسلموں کے پرائیوٹ اداروں میں کتنے مسلم بچے ہیں، ☆ اردو اداروں میں اردو میں بورڈ لگے ہوئے ہیں، ☆ اردو اخبار کتنے لوگ خریدتے ہیں ☆ کتنے گھروں میں اردو پڑھی اور بولی جاتی ہے ،☆ سرکاری اداروں میں اردو میں بورڈ لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ذمہ داروں نے وعدہ کیا کہ وہ ان پوائنٹس پر اعداد وشمار اکٹھا کر کے مقررہ وقت تک ضلعی کمیٹی کے حوالہ کریں گے،تا کہ اس کی بنیاد پر آگے کے لیے عمل کی راہ طے کی جاسکے۔اس اجلاس میں سمستی پور کے مختلف بلاک سے نمائندوں نے شرکت کی۔مدرسہ خیر العلوم بردونی کے ذمہ داران، اساتذہ اور طلبہ نے اجلاس کے کامیاب انعقاد کے لیے کافی محنت کی۔آخر میں مفتی صاحب کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

اجلاس ضلع مدھوبنی: نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے اس سے قبل ۳۱/مارچ کو جامعہ عائشہ صدیقہ نور چک مدھوبنی میں منعقد مشاورتی اجلاس سے بھی خطاب کیا۔یہ اجلاس مولانا محمد حسنین صاحب قاسمی ناظم جامعہ عائشہ صدیقہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں قاضی اعجاز صاحب ،قاضی رضوان احمد مظاہری، ماسٹر مشتاق علی فہمی، پروفیسر اشتیاق احمد،مولانا محمد ضیاء الحق ندوی کے علاوہ ضلع مدھوبنی کے نقباء، نائبین نقباء، صدر وسکریٹریز، ائمہ وعلماء کرام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔اجلاس کے موقع پر ضلع مدھوبنی کے مختلف بلاکوں میں تعلیمی سروے کے لیے ایک چھ نفری کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔

اجلاس ضلع ویشالی: جناب نائب ناظم صاحب نے مورخہ ۲/اپریل روز جمعہ کو جامع مسجد چکنوٹہ میں منعقد مشاورتی اجلاس سے بھی خطاب کیا۔اس موقع پر پاتے پور بلاک میں سروے اور جائزے کا کام مکمل کرنے کے لئے شرکاء کے مشورے سے مشہور سماجی کارکن جناب عدیل عباس صاحب کو کنوینر بنایا گیا۔اجلاس میں ڈاکٹر ظفر عباس صاحب سنٹرل پبلک اسکول مظفر پور کے پرنسپل جناب ڈاکٹر اعجاز عالم صاحب، جامع مسجد چکنوٹہ کے سکریٹری محمد رضی صاحب، جناب ریاض صاحب رسول پور کاوا، بھیرو پور حاجی پور کے شافع رحمٰن صاحب، مدرسہ اسلامیہ بہادر پور چکنوٹہ کے سکریٹری جناب شاہد صدیقی صاحب، ماسٹر شعیب صاحب، جناب عبد الحکیم صاحب، مدرسہ مدنی بسیہ یا شیخ کے معاون مدرس مفتی محمد ظفر الہدیٰ قاسمی وغیرہ نے شرکت کی۔ان تینوں اجلاس میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صحت اور درازی عمر کے لیے دعا بھی کی گئی۔

ہر مسجد کے تحت دینی مکتب کا نظام قائم کریں: مولانا احمد حسین قاسمی

پیرو، ضلع بھوجپور میں خصوصی مشاورتی اجلاس کا انعقاد، بلاک سطح پر تعلیمی کمیٹی کی تشکیل

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام یکم فروری تا سات فروری ۲۰۲۱ء ریاست بہار کے تمام اضلاع میں ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کے بینر تلے جو تعلیمی کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں ان کے عملی پیش رفت کا جائزہ لینے، آگے کیلئے لائحہ عمل طے کرنے اور سب ڈویزن سطح پر تعلیمی تحریک چلانے کے لئے دوسرے مرحلے میں امارت شرعیہ کے وفود کا دورہ ۳۱/مارچ سے شروع ہوا ہے۔پہلے دن ۳۱/مارچ کو پیرو نگر پریشد کی جامع مسجد میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت فیوضہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ہدایت پر ایک وفد پہنچا جہاں ضلع تعلیمی کمیٹی کے ذمہ داران کے علاوہ پیرو بلاک کے علماء کرام ائمہ مساجد اور علاقہ کا قابل ذکر پڑھا لکھا طبقہ جمع تھا۔پروگرام ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک اور حمد ونعت سے شروع ہوا،امارت شرعیہ سے آئے ہوئے،مہمان خصوصی امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی کا مجمع سے اس تحریک کے اغراض ومقاصد پر کلیدی خطاب ہوا۔انہوں نے اپنی گفتگو میں امارت شرعیہ کے قیام کا پس منظر بتاتے ہوئے اس کی سو سالہ دینی وملی روشن خدمات کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ امارت شرعیہ نے ہر نازک موڑ پر ملت کی بے لوث خدمت کی ہے اور اس کے اکابرین نے ہمیشہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی اپنی حکیمانہ وبے باکانہ قیادت سے بہار جھارکھنڈ واڈیشہ سمیت پورے ملک کے مسلمانوں کو مضبوط سہارا دیا ہے، آج پھر برسر اقتدار حکومت اور اس کی نئی تعلیمی پالیسی کے پس منظر میں ضرورت ہے کہ مسلمان آنے والے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے اپنی نئی نسل کے دین وایمان کی فکر کریں۔اس کے لئے امارت شرعیہ نے دینی وعصری تعلیم کو فروغ دینے کے لئے جو جامع تعلیمی منصوبہ تیار کیا ہے،اسے آج ہی سے پوری قوت کے ساتھ زمین پر اتارنے کی جدوجہد شروع کردیں،تا کہ کل ہماری نسلیں اپنے دین وایمان اور اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرسکیں،اور ہر حالت میں خود کو اللہ کے احکام وتعلیمات پر قائم رکھ سکیں،انہوں نے مزید کہا کہ ہم پر جس طرح پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں،اسی طرح اپنی اولاد کی دینی تعلیم وتربیت فرض ہے،اس سے آگے انہیں ملک کا عزت دار شہری بنانے کے لئے اعلی ومعیاری عصری تعلیم بھی دیں،تا کہ وہ وقت کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے والے بنیں،امارت شرعیہ کی یہ اپیل ہے کہ آپ میں سے جن کو اللہ نے وسائل زندگی عطا کئے ہیں،وہ معیاری سی بی ایس ای کے اینگلو اسلامک اسکول بھی قائم کریں۔یہ ایک زندہ قوم کی علامت ہے اردو جو فقط ہماری زبان نہیں بلکہ دینی وتہذیبی سرمایہ بھی ہے آج نئی نسل اس سے بہت تیزی سے دور ہوتی جارہی ہے، ہر گارجین پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعلیم لازمی طور پر اپنے بچوں کو دیں،اور یہ سارا مجمع اس تحریک کو اپنے گھر سے شروع کرے اس دوسرے خصوصی اجلاس کا واضح مقصد یہ ہیکہ جو ضلع کمیٹی بنی ہے وہ ہر بلاک کی تعلیمی کمیٹیاں تشکیل دیدے اور آپ خواص حضرات ان کے دست وبازو بنیں تا کہ کام کو گاؤں کی سطح پر کرنا آسان ہوجائے۔امارت شرعیہ کے جواں سال مبلغ مولانا مجاہد الاسلام صاحب نے امارت شرعیہ اور اس کی مختلف تحریکوں کا تعارف کراتے ہوئے اس کے پھیلے ہوئے کاموں کو مختصر مگر جامع انداز میں سامعین کے سامنے پیش کیا، جناب شکیل صاحب آرہ رکن تعلیمی کمیٹی نے بھی اس تعلیمی تحریک پر اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور پورے ضلع میں اس کام کو انجام دینے کی یقین دہانی کرائی۔آخر میں حاضرین کے مشورہ سے پیرو بلاک کے سرکردہ حضرات پر مشتمل ایک تعلیمی کمیٹی بھی تشکیل پائی۔پروگرام کے اہم شرکاء میں پرویز اختر صاحب، ماسٹر آفتاب عالم ،عبد السلام،مولانا قسیم الدین،حافظ شہزاد، خورشید عالم، جناب جواد، مولانا ابو الحسن کے علاوہ علماء ودانشوران کی خاصی تعداد موجود تھی۔

اجلاس بکسر: مورخہ ۲/اپریل روز جمعہ کو معاون ناظم امارت شرعیہ مولانا احمد حسین قاسمی صاحب نے جامع مسجد نیا بھوج پور، ضلع بکسر میں منعقد مشاورتی اجلاس سے خطاب کیا۔اپنے خطاب میں آپ نے امارت شرعیہ کی اس تعلیمی تحریک کے تینوں پہلوؤں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی،آپ نے کہا کہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب تعلیم کو لے کر بہت فکر مند ہیں،اس وقت ہر آبادی میں دینی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرنا وقت کی پہلی ضرورت ہے۔آپ نے اردو کی ترقی وبقاء کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اس کو رابطہ اور کمیونیکیشن کی زبان بنانے پر زور دیا،آپ نے امارت شرعیہ کے ذریعہ اردو کے مسائل کے حل کے لیے بننے والی صوبائی کمیٹی ''اردو کارواں'' کا بھی ذکر کیا۔نماز جمعہ کے بعد بکسر کے معزز وسرکردہ حضرات کے سامنے امارت شرعیہ کے جامع منصوبہ تعلیم کی وضاحت کی گئی اس ضمن میں کام کے طریقہ کار پر بھی گفتگو ہوئی اخیر میں باہمی مشورے سے کمیٹی کے ذمہ داران وارکان منتخب کئے گئے۔اس ضلع تعلیمی کمیٹی کے سکریٹری مولانا الطاف حسین منتخب کئے گئے ان کے علاوہ ضلع کے آٹھ بلاک سے دو دو ذمہ دار کے نام شامل کئے گئے۔پروگرام کے قابل ذکر شرکاء میں مولانا فاروق صاحب، مولانا شمس العارفین رشیدی، ماسٹر محمد قاسم، حافظ شعبان، ماسٹر امجد، اور محمد علی کے علاوہ بڑی تعداد میں علماء وخواص حضرات شامل تھے۔

اہل قلم سے چند معروضات

آپ کا محبوب ہفتہ وار جریدہ ''نقیب'' امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا قدیم ترجمان ہے، جس میں امارت شرعیہ کی سرگرمیوں کے علاوہ دیگر ملی وقومی خبروں، اخبار عالم ومسلم دنیا کے احوال، کتابوں پر نقد وتبصرہ، یادگار زمانہ شخصیتوں کے احوال کے علاوہ مختلف دینی، علمی، تعلیمی، تہذیبی، ادبی، سیاسی، سماجی، معاشرتی، ملی وعالمی مسائل وموضوعات پر بیش قیمتی مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ان موضوعات پر مضمون نگار حضرات اپنی نگارشات اشاعت کے لیے ارسال فرمائیں، البتہ اپنی تحریریں بھیجتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

☆ مضمون غیر مطبوعہ بھیجیں، ہاں اگر کسی دیگر اخبار ومجلہ میں ارسال کرنا ہو تو نقیب میں اشاعت کے بعد ارسال کریں۔

☆ مضمون نقیب کے معیار اور ادارہ کی پالیسی کے مطابق ہو۔

☆ مرسلہ مضمون کی کاپی خود بھی اپنے پاس رکھیں، کیوں کہ عدم اشاعت کی صورت میں مضمون واپس نہیں کیا جائے گا۔

☆ اختلافی موضوعات اور متنازعہ فیہ مسائل پر مضامین کی اشاعت کی گنجائش نہیں ہے۔

☆ قابل اشاعت مضامین حسب ترتیب اور موقع ایڈیٹوریل ریویو کے بعد ہی شائع ہوں گے۔

☆ اپنے مضامین نقیب کے ای میل naqueeb.imarat@gmail.com پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

تحریک برائے ترغیب تعلیم و ترقی اردو

محمد عادل فریدی

بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، معیاری عصری اداروں کے قیام اور اردو کی ترقی وبقاء کے لیے متحد ہوئے تیگھڑا سب ڈیویزن کے علماء ودانشور

بنیادی دینی تعلیم کے فروغ اور معیاری عصری اداروں کے قیام کے لیے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی آواز پر تیگھڑا سب ڈیویزن کے علماء، دانشوران، سیاسی وسماجی کارکنان، ماہرین تعلیم اور خواص ۳۱/مارچ روز بدھ کو جامع مسجد دانیال پور تیگھڑا میں جمع ہوئے، حضرت مولانا مفتی محمد خالد حسین قاسمی صاحب صدر جمعیت علماء بیگوسرائے وکنوینر ضلع بیگوسرائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کی صدارت میں منعقد ہونے والے اس مشاورتی اجلاس میں کئی اہم بنیادی مسائل پر بات ہوئی اور اہم تجاویز منظور ہوئیں۔ اس اجلاس میں ضلعی ارکان وخاص طور پر تیگھڑا سب ڈیویزن کے نمائندوں، علماء، ائمہ کرام، تعلیمی اداروں کے ذمہ داران، ماہرین تعلیم، قانون دانوں اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے خواص کو دعوت دی گئی تھی، اپنے صدارتی خطاب میں مفتی صاحب نے بھی شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا بڑا فضل واحسان ہے کہ خدام دین و ملت کے دردمند اور دماغ فکرمند یہاں جمع ہیں۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ہم سب اسلام کی امانت اور دین کی نعمت کو اگلی نسل میں کس طرح اتاریں، انہیں اس امانت کا ذمہ دار کس طرح بنائیں، تاکہ آنے والی نسلیں اس نعمت کو سنبھالے رکھیں، شریعت پر عمل کرتی رہیں اور قرآن مقدس کے نور سے زندگی کی راہ کو روشن رکھیں؛ یہ بنیادی سوال ہے، جس کا جواب تلاش کرنا ہے اور آنے والی نسلوں کے ایمان کو باقی رکھنے کا طریقۂ کار طے کرنا ہے حضرت امیر شریعت کے (ترہت، کوسی، ومونگیر ڈیویژن کے انچارج) نمائندہ واجلاس کے مہمان خصوصی مفتی محمد وصی احمد قاسمی نائب قاضی مرکزی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اپنے خطاب کے ذریعے لوگوں کا دل امارت شرعیہ کی طرف کھینچ لیا اور فرمایا کہ موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ بہار ہی نہیں بلکہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں، ہملوگ اللہ کا شکر ادا کریں کہ آج ایسی شخصیات ہندوستان میں زندہ جس کے وجہ سے ہم دین وشریعت کے لئے اپنی آواز بلند کررہے ہیں، ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیرامت پر قائم رکھے، اپنے کلیدی خطاب میں مہمان معظم نے امارت شرعیہ کے اس تعلیمی تحریک کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت تعلیمی تحریک کولیکر بے چین ہیں اور اپنی علالت کے باوجود فکرمند ہیں، اس لئے حضرت امیر کی ہدایت پر ہی آج سے صوبہ کے سب ڈیویزن میں ضلعی ارکان کی نشست منعقد کی جارہی ہے، دینی تعلیم کا نظام قائم کرتے ہوئے اردو زبان کی بقاء وحفاظت ہر مسلمان کی فکری، مذہبی وملی شناخت کو باقی رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے اس بغیر صالح معاشرہ کی تشکیل ممکن نہیں۔ صدر مجلس مفتی خالد نیموی قاسمی نے تعلیم واصلاح سے متعلق اہم امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی، اسی ضمن میں انھوں نے آسان نکاح مہم کے تحت آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے دس نکاتی اقرارنامے کو پڑھ کر سنایا اور حاضرین سے عہد لیا، مہمان خصوصی مفتی وصی احمد نے اس تعلیمی تحریک کے لئے بیگوسرائے کو مزید فعال ومتحرک بنانے کے لئے حضرت امیر شریعت کے ہدایت کے مطابق ضلع کنوینر مفتی محمد خالد حسین قاسمی سے باہمی مشورہ سے ضلع کمیٹی کے عہدہ میں تبدیلی کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ضلع بیگوسرائے کے کنوینر اب ضلع بیگوسرائے امارت شرعیہ کی تعلیمی مشاورتی کمیٹی کے صدر ہونگے، ساتھ ہی مزید تین عہدہ کا اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ضلع بیگوسرائے کے جنرل سکریٹری ماسٹر انوار احمد رحمانی، ضلع سکریٹری ماسٹر محمد مبین اختر برونی و عبدالحلیم سابق مکھیا چک حمید بکھری ہونگے، مفتی وصی احمد قاسمی کی موجودگی میں ۲۷/افراد پر مشتمل تیگھڑا بلاک کمیٹی کی تشکیل دی گئی اس کمیٹی کے بلاک کنوینر ماسٹر محمد منظر شایان منتخب ہوئے، وہیں معمر وتجربہ کار لوگوں پر مشتمل تیگھڑا سب ڈیویزن کمیٹی کے تشکیل دی گئی، اس کمیٹی کے صدر کے عہدہ پر ڈاکٹر جوہر شایان وجنرل سکریٹری سماجی کارکن محمد مقبول عالم منتخب ہوئے، سب ڈیویزن کمیٹی کی سرپرستی مولانا محمد غالب ندوی، ماسٹر محمد مبین اختر، پروفیسر شمیم باروی وماسٹر انوار احمد رحمانی کریں گے، اجلاس کا آغاز مولانا صفدر حسین امام جامع مسجد دانیال پور کی تلاوت قرآن سے شروع ہوا بعدہ ماسٹر انوار احمد رحمانی نے اجلاس کے اغراض ومقاصد کو تفصیل سے بیان کیا، اجلاس سے ضلع بیگوسرائے کے نائب قاضی شریعت مولانا جرجیس اکرم قاسمی، ماسٹر محمد مبین اختر، پروفیسر شمیم باروی، مولانا محمد غالب ندوی، ماسٹر محمد اختر حسین برونی، غازی صلاح الدین، محمد مقبول عالم وغیرہ نے خطاب کیا۔ مفتی محمد قیام الدین قاسمی امام جامع مسجد برونی، مولانا تنویر عالم، ماسٹر شمشیر عالم، غیاث الدین رحمانی، محمد ظفر اقبال، اقبال عرف بلیٹ، اشفاق احمد خاص طور پر اجلاس میں شریک رہے، باشندگان دانیال پور نے اجلاس کو کامیاب بنانے میں بھرپور تعاون کیا، اخیر میں مہمان خصوصی کے دعا پر اجلاس اختتام کو پہنچا، مہمانوں کے ظہرانہ کا نظم ڈاکٹر جوہر شایان ڈینٹل سرجن تیگھڑا نے کیا۔ مولانا عبدالتواب قاسمی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ بھی اجلاس میں شریک تھے۔

اجلاس ضلع کھگڑیا: مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے اس کے علاوہ یکم اپریل کو جامع مسجد جھکٹیا مہیش کھونٹ ضلع کھگڑیا کے مشاورتی اجلاس سے بھی خطاب کیا، یہ اجلاس مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری ضلع کھگڑیا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مفتی صاحب کے علاوہ جن حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں جناب ماسٹر مشاہد صاحب جلکوڑہ، مولانا جلال الدین صاحب جلکوڑہ، جناب فیروز عثمانی صاحب چوتھم بلاک، مفتی محمد رحمت اللہ صاحب پیر الطیف، محمد وکیل صاحب مشکی پور، مولانا اسرار صاحب جوگیا، مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب جوگیا، حافظ محمد کمال الدین صاحب چوڑھلی، حافظ امتیاز صاحب بورنا، قاری محمد اشفاق صاحب امام جامع مسجد کھگڑیا کے نام اہم ہیں، ان کے علاوہ دیگر قابل قدر حضرات نے بھی اپنے بیش قیمت تاثرات کا اظہار کیا۔ اس اجلاس میں علاقہ کے سیکڑوں نوجوانوں اور ذمہ داروں نے شرکت کی، اجلاس کے انعقاد کی تمام تیاری اور مہمانوں کے اکرام و سہولیات کے انتظام وانصرام کے لیے جامع مسجد جھکٹیا مہیش کھونٹ کے امام وخطیب مولانا انوار الٰہی صاحب، جناب شہزادہ صاحب اور جناب شوکت صاحب نے بھرپور محنت کی۔

اجلاس پورنیہ: ۲/اپریل روز جمعہ کو جامعہ مسجد بھوانی پور ضلع پورنیہ میں مشاورتی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت قاضی ارشد صاحب قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ پورنیہ نے فرمائی۔ مہمان خصوصی مفتی وصی احمد قاسمی نے تفصیل کے ساتھ امارت شرعیہ کی سہ رخی تعلیمی تحریک پر روشنی ڈالی۔ اجلاس میں حضرت امیر شریعت کی جلد صحت یابی کے لیے دعا بھی کی گئی، اس موقع پر مولانا عبدالتواب قاسمی، مولانا شمس تبریز قاسمی، مولانا عرفان، مولانا جاوید، مولانا ابوالقاسم اور مولانا ایوب صاحبان وغیرہ شریک تھے۔ اخیر میں حضرت قاضی صاحب کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

تعلیم زندگی اور جہالت موت ہے: مولانا سہیل اختر قاسمی

ضلع بانکا کے باراہاٹ بلاک سے امارت شرعیہ کے اصلاحی ودعوتی دورے کا آغاز، ۶/اپریل تک چلے گا دورہ، مسلمانان بانکا نے کیا وفد کا پرتپاک استقبال

مورخہ ۳۱/مارچ بروز بدھ کو امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کا ایک دعوتی واصلاحی وفد ضلع بانکا کے باراہاٹ بلاک کی مشہور ابادی نیاڈیہ پہونچا، جہاں گاؤں کے ذمہ داروں، نوجوانوں اور بچوں نے ان کا پرتپاک استقبال کیا، اسی ابادی ایک خوبصورت مسجد میں اجلاس منعقد ہوا اور شرکاء وفد نے حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت کے مطابق ان کے پیغامات سنائے۔ قائد وفد مولانا مفتی سہیل اختر قاسمی نے تعلیم پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ علم روشنی ہے اور جہالت تاریکی۔ ہمیں تاریکی ختم کرکے روشنی بکھیرنی پڑے گی علم میدان میں ہمیں آگے بڑھنا ہوگا جہالت کو دور کئے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے، اس لیے آج یہ عہد کرنا پڑے گا کہ ہمارے سماج کا کوئی بچہ جاہل نہ رہے، مولانا نے ہر مسجد اور مسلم ابادی میں مکتب کرنے کے لیے ہر توجہ دلائی، شرکاء وفد میں مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ پٹنہ نے امارت شرعیہ سے وابستہ ہوکر ایک امیر شریعت کے ماتحت زندگی گزارنے کی دعوت دی اور مسلمانوں کو اپنے مسائل دارالقضاء سے حل کی تلقین کی اور اجتماعیت واطاعت امیر پر خصوصی توجہ دلائی نیز امارت شرعیہ کا جامع تعارف کراتے ہوئے امارت شرعیہ کے کاموں کا جائزہ پیش کیا، اس وفد کے اہم رکن مولانا مفتی محمد احکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ نے ملت کے نونہالوں کو بنیادی دینی تعلیم کی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ مکاتب قرآنیہ سے بچوں کو ضرور جوڑیں اور اپنے معاشرے سے بے جا طلاق اور جہیز جیسی غلط رسوم کو ختم کریں اور ایک صالح معاشرے کو تشکیل دیں انہوں نے نوجوانوں کی اصلاح وتربیت کے لیے ملی، سماجی افراد کے ساتھ ائمہ علماء کو آگے بڑھنے پر زور دیا۔ اس اجلاس کے افتتاحی خطاب میں مولانا مزمل حسین صاحب قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ اور اس کے تمام شعبے جات کا جامع تعارف پیش کیا اور کہا امارت شرعیہ ہمارے ایمان کی علامت ہے اس سے اپنا رشتہ مضبوط کریں۔ مولانا منعام الدین رحمانی مبلغ امارت شرعیہ نے اس اجلاس کی تیاری اور اس کو بامقصد بنانے کی پوری کوشش کی، اس اجلاس کا آغاز قاری عبداللہ رئیس صاحب امام جامع مسجد نیاڈیہ باراہاٹ کی تلاوت سے ہوا، حافظ عاشق صاحب نے خاص انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا پھر قائد وفد کی دعائیہ کلمات پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ واضح رہے کہ ضلع بانکا اور بھاگلپور کے مواضعات میں یہ اصلاحی وفد ۳۱/مارچ سے ۶/اپریل تک رہے گا۔

اردو زبان مسلمانوں کی تہذیب وشناخت ہے: مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی

جامع مسجد نوہٹہ، ضلع سہرسہ میں فروغ تعلیم اور ترقی اردو کے عنوان پر مشاورتی اجلاس کا انعقاد

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ہدایت پر ضلع سہرسہ نوہٹہ بلاک میں فروغ تعلیم وترقی اردو کے موضوع پر ایک اہم مشاورتی اجلاس جامع مسجد نوہٹہ میں جناب ڈاکٹر ابوالکلام صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں علماء کرام، ائمہ مساجد، امارت شرعیہ کی ضلعی تعلیمی کمیٹی کے ذمہ داران اور دانشوران نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ صدر محترم نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ اردو کی پستی میں متعصبین اردو کے ساتھ ساتھ ہم بھی ذمہ دار ہیں، انہوں نے مزید فرمایا کہ ملک کی تعمیر وترقی میں اردو کا ناقابل فراموش کردار رہا ہے، اردو پڑھنے، لکھنے اور بولنے سے زندہ رہے گی، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ سے تشریف لائے ہوئے مہمان خصوصی مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ نے اپنے کلیدی خطاب میں فرمایا کہ اردو زبان محبت کی زبان ہے، دلوں کو جوڑنے اور فتح کرنے والی زبان ہے، یہ کسی مذہب کی زبان نہیں ہے بلکہ خالص ہندوستانی زبان ہے، انہوں نے مزید کہا کہ اس وقت امارت شرعیہ نے جن عنوانات پر تحریک شروع کی ہے وہ دیگر کاموں پر بے پناہ فوقیت رکھتی ہے اور وقت کی اہم ضرورت ہے انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ مکاتب کی تعلیم اسکولوں کے قیام اور اردو زبان کی اہمیت کو سمجھیں اور مستقبل کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے نئی نسل کے دین وایمان کی فکر میں اپنا کردار نبھائیں۔ تنظیم امارت شرعیہ ضلع سہرسہ کے سکریٹری ڈاکٹر طارق انور صاحب نے جائزہ رپورٹ پیش کیا اور بلاک سطح پر تعلیمی کمیٹی بنانے پر زور دیا، انہوں نے کہا کہ ہم لوگ حضرت امیر شریعت کی فکر کو عملی جامہ پہنانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور اردو کی بقاء وترقی کے لئے آگے آئیں۔ پروگرام کا آغاز قاری جمیل صاحب کی تلاوت سے ہوا، جب کہ نظامت کے فرائض مفتی محمد سراج الدین مظاہری نے انجام دیے، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کی اس تحریک کے اثرات پورے بہار میں مرتب ہوئے ہیں، اس سے ملک بھر کے عوام وخواص کو کام کرنے میں بڑی رہنمائی ملی ہے اور حالات کے پیش نظر ترجیحی کاموں کا ایک معیاری نہج بھی میسر آیا ہے، امارت شرعیہ کے ذریعہ کاموں کا نیا حوصلہ ملا ہے، مکاتب دینیہ کے قیام اور اردو زبان کی ترقی کی عملی شکل بڑی مضبوطی کے ساتھ بنائی جارہی ہے۔ تمام شرکاء نے حضرت امیر شریعت کے اقدامات کی تحسین کی اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنے عزم اور حوصلے کا اظہار کیا اس موقع پر پروفیسر طاہر صاحب، مولانا سہراب ندوی صاحب، محی الدین صاحب، ڈاکٹر ظفر امام صاحب، فاروق فاتح صاحب وغیرہم نے بھی اظہار خیال کیا۔ اس اجلاس میں حضرت امیر شریعت کی جلد صحت یابی کیلئے بھی دعا کی گئی، اخیر میں یہ اجلاس مہمان خصوصی کی دعاء پر اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب مقصود عالم اور مولانا ومفتی امجد صاحب وغیرہ نے بڑی کوشش کی۔

اجلاس ضلع سوپول: جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب نے یکم اپریل کو مرکزی مسجد سرائی بازار سوپول میں منعقد مشاورتی اجلاس سے بھی خطاب کیا۔ یہ اجلاس مولانا نور اللہ قاسمی مہتمم مدرسہ دینیہ دین بندھی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی نظامت مولانا عبدالواحد صاحب قاضی شریعت دارالقضاء دین بندھی نے کی جبکہ اجلاس کو کامیاب بنانے میں محمد نور عالم، محمد اکرم اور ڈاکٹر محمد تجمل حسین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اجلاس کا اختتام مولانا نعمان صاحب کی دعا پر ہوا۔

اجلاس ضلع مدھے پورہ: ۲/اپریل روز جمعہ کو مفتی صاحب موصوف نے جامع مسجد مرلی گنج، مدھے پور میں منعقد مشاورتی اجلاس سے خطاب کیا، ان کے علاوہ مفتی محمد سراج الدین مظاہری، مفتی عبدالقیوم صاحب، ماسٹر معراج صاحب، اسلم صاحب، امتیاز صاحب، ماسٹر علیم الدین صاحب، مفتی زاہد صاحب، اور مولانا ابراہیم صاحب وغیرہ نے اظہار خیال کیا اور نظامت کے فرائض مولانا محمد فیاض عالم صاحب قاسمی شریعت مدھے پورہ نے انجام دیے۔ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا وسیم صاحب، جناب محمد صادق صاحب اور ان کے رفقاء نے انتھک کوشش کی۔

Scanned with CamScanner

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

رمضان المبارک میں بچوں کے حرم مدنی میں داخلہ پر پابندی

سعودی عرب میں کورونا وائرس کے پھیلاؤ کے پیش نظر رمضان المبارک میں بچوں کے مسجد نبوی میں داخلہ پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔مدینہ منورہ سے موصولہ اطلاعات کے مطابق مسجد انتظامیہ نے کہا ہے کہ ۱۵/سال سے کم عمر بچوں کو رمضان المبارک میں مسجد نبوی میں داخلے کی اجازت نہیں ہوگی۔انتظامیہ کے مطابق تراویح کی نماز کا وقت بھی معمول سے نصف کردیا گیا۔(یواین آئی)

امریکہ نے صومالیہ پر معاشی پابندیوں میں توسیع کی

امریکہ کے صدر جو بائیڈن نے ایک حکم پر دستخط کر کے صومالیہ پر مزید ایک برس کے لئے معاشی پابندیوں میں توسیع کردی ہے،وائٹ ہاؤس کی جانب سے جاری پریس ریلیز میں مسٹر بائیڈن نے جمعرات کو کہا:''صومالیہ امریکہ کی قومی سلامتی اور خارجہ پالیسی کے لئے ایک غیر معمولی خطرہ ہے۔''انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے ۱۲/اپریل ۲۰۱۰ء کو قومی ایمرجنسی کا اعلان کیا گیا۔(یواین آئی)

سلامتی کونسل میانمار میں بگڑتے حالات پر فکر مند: کوئے

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے میانمار میں بگڑتے حالات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ملک کی فوج سے زیادہ صبر سے کام لینے اور بات چیت کو آگے بڑھانے کی اپیل کی ہے۔اقوام متحدہ میں ویتنام کے سفیر ڈانگ دین کوئے نے جمعرات کو جاری ایک بیان میں کہا کہ سلامتی کونسل کے ارکان نے میانمار میں تیزی سے خراب ہورہے حالات پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور پرامن مظاہرین کے خلاف تشدد کے استعمال اور خواتین اور بچوں سمیت سینکڑوں شہریوں کی موت کی سخت مذمت کی ہے۔انہوں نے کہا کہ سلامتی کونسل کے ارکان نے فوج سے بہت زیادہ صبر سے کام لینے کی اپیل کا اعادہ کیا ہے۔(یواین آئی)

سعودی عرب کے عمرہ زائرین کیلئے کورونا ویکسین کی شرط نہیں

سعودی عرب کی وزارت حج وعمرہ نے کہا ہے کہ ابھی تک مملکت کے علاقوں سے آنے والے عمرہ زائرین کے لئے کورونا ویکسین کی شرط نہیں ہے،میڈیا رپورٹ کے مطابق وزارت حج کا کہنا ہے کہ اب تک عمرہ کے لئے کورونا وائرس ویکسین کی شرط نہیں ہے،وزارت حج وعمرہ نے مزید کہا کہ وزارت صحت کی ہدایات کے مطابق اندرون مملکت سے ۱۸/سے ۷۰/برس تک کی عمر کے لوگوں کو عمرہ کی اجازت ہے۔(یواین آئی)

سعودی شہریوں کے گروپ کا ہجرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے راستے پر سفر

سعودی عرب میں شہریوں کے ایک گروپ نے ہجرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے استعمال ہونے والے راستے پر پیدل سفر کیا، ۲۲/مارچ ۲۰۲۱ء سے ۲۹/مارچ ۲۰۲۱ء تک جاری اس سفر کا مقصد ہجرت کے پورے راستے کو تصاویر کی صورت میں اپنے پاس محفوظ کرنا ہے،اس مہم کی منصوبہ بندی کے مطابق سفر کا آغاز مکہ مکرمہ میں جبلِ ثور سے کیا گیا اور اس کا اختتام مدینہ منورہ میں مسجدِ قباء پہنچ کر ہوا،سفر کے دوران سعودی شہریوں کا یہ گروپ وادی العویجا، وادی ثول، وادی ذی دوران، وادی سلیا، وادی قربہ، وادی قریبہ، وادی دفینہ، وادی دفین اور وادی ثنیۃ الکوثر سے گزرا،اسی طرح گروپ کا گزر وادی الیدعہ اور وادی الحلقہ کے علاوہ الخلوات کے پہاڑوں سے بھی ہوا۔(العربیہ ڈاٹ نیٹ)

تائیوان: ٹرین حادثے میں درجنوں مسافر ہلاک

تائیوان کے مشرقی ساحلی علاقے میں ایک مسافر ٹرین کے حادثے میں درجنوں افراد کے ہلاک ہونے کی اطلاع ہے۔ٹرین حادثے کا یہ واقعہ ٹروکوگارج کے علاقے میں ۲/اپریل جمعہ کی صبح مقامی وقت کے مطابق تقریباً ساڑھے نو بجے پیش آیا۔مقامی میڈیا کے مطابق چھٹی کے دن اس ٹرین پر تقریباً ساڑھے تین سو افراد سوار تھے،ریلوے پولیس نے اب تک ۳۶/مسافروں کی ہلاکت کی تصدیق کی ہے،اب تک ۶۱/زخمی مسافروں کو ہسپتالوں میں بھرتی کیا جا چکا ہے جبکہ تقریباً ۷۲/مسافر ٹرین کے اندر اب بھی پھنسے ہوئے ہیں اور مزید ہلاکتوں کا خدشہ ہے۔متاثرہ ٹرین تائی پی سے تائی تنگ جا رہی تھی اور یہ حادثہ ایک سرنگ کے پاس پیش آیا،تائیوان میں اس سے پہلے ٹرین کا بڑا حادثہ اکتوبر ۲۰۱۸ء میں پیش آیا تھا جب ایک ایکسپریس ٹرین پٹری سے اتر گئی تھی،اس واقعے میں ۱۸/افراد ہلاک اور ۱۷۵/کے قریب زخمی ہو گئے تھے۔(ڈوئچے ویلے جرمنی)

مسجد الحرام سے چاقو بردار شخص گرفتار

سعودی عرب میں حرم شریف کی پہلی منزل سے ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا گیا جو چاقو بردار تھا اور دہشت گرد تنظیموں اور گروپوں کے حق میں نعرے بازی کر رہا تھا۔مکہ مکرمہ پولیس کے ترجمان کے مطابق یہ واقعہ ۳۰/مارچ کو عصر کی نماز کے بعد پیش آیا،چاقو بردار شخص کو فوری طور پر حرم کی سیکیورٹی فورس نے گرفتار کیا۔ملزم کو گرفتاری کے بعد سعودی پولیس کے حوالے کردیا گیا،جس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔مسجد الحرام اور مسجد نبوی کی جنرل پریذیڈنسی کے سربراہ ڈاکٹر شیخ عبدالرحمان السدیس نے کہا کہ ایسے تعصبی کلمات اسلامی تعلیمات کے برعکس ہیں اور مساجد میں لوگ انتہا پسندی کے لیے نہیں بلکہ عبادت کیلئے آتے ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

روس میں جانوروں کے لئے کورونا کی ویکسین تیار

دنیا میں سب سے پہلے جانوروں کے لیے کورونا کی ویکسین بنانے والے روس نے کہا ہے کہ یہ ویکسین اب سپلائی کے لئے دستیاب ہے،روس میں زراعتی تنظیم روسیلکھوزنائڈزر کی مشیر جولیا میلانو نے بتایا کہ یہ ویکسین پہلے سے ہی دستیاب ہے،اس کو جانوروں کی صحت سے متعلق فیڈرل سینٹر کو خریدنے کا آرڈر دیا جا سکتا ہے۔(یواین آئی)

زرمبادلہ کے ذخیرے میں 2.98 ارب ڈالر کی کمی

ملکی زرمبادلہ کا ذخیرہ 26 مارچ کو 2.98 ارب ڈالر کم ہو کر 579.28 ارب ڈالر ہو گیا گذشتہ ہفتے یہ 23.3 کروڑ ڈالر بڑھ کر 582.27 ارب ڈالر تھا اور مسلسل دو ہفتے اس میں اضافہ ہوا تھا ریزرو بینک آف انڈیا کی جانب سے جمعہ کے روز جاری ہفتہ وار اعداد وشمار کے مطابق 26 مارچ کو زرمبادلہ کے ذخیرہ کا سب سے بڑا جزو یعنی غیر ملکی اثاثہ 3.22 ارب ڈالر کم ہو کر 537.95 ارب ڈالر کا ہو گیا تھا۔دریں اثناء سونے کا ذخیرہ 27.6 کروڑ ڈالر بڑھ کر 34.90 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔زیر جائزہ ہفتے میں بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے پاس ریزرو فنڈ 2.7 کروڑ ڈالر کم ہو 4.93 ارب ڈالر اور اسپیشل ڈرائنگ رائٹ 90 لاکھ ڈالر کم ہو کر 1.49 ارب ڈالر ہو گیا ہے۔(یواین آئی)

کورونا میں لاکھوں ملازمین اپنی ملازمتوں سے محروم 9 ماہ میں 71 لاکھ ای پی ایف کھاتے بند

کورونا کی وبا کے سبب پیدا ہونے والے معاشی چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے تمام تر کوششوں کے باوجود لوگوں کے روزگار کو اس بحران نے سخت متاثر کیا ہے، خاص طور پر تنخواہ دار ملازمین بری طرح متاثر ہوئے ہیں،ایمپلائز پروویڈنٹ فنڈ آرگنائزیشن (ای پی ایف او) کے اعداد وشمار سے یہ بات ظاہر بھی ہوتی ہے۔ای پی ایف او کے اعداد وشمار کے مطابق رواں مالی سال 2020-21 کے پہلے نو ماہ یعنی اپریل سے دسمبر تک میں 7101929 پروویڈنٹ فنڈ اکاؤنٹ بند کردیے گئے ہیں، جو ایک سال قبل اسی عرصے کے دوران بند ہونے والے کھاتوں کی تعداد 6666563 سے 6.5 فیصد زیادہ ہیں،یہ معلومات وزیر مملکت (آزادانہ چارج) برائے محنت و روزگار سنتوش گنگوار نے لوک سبھا میں ایک سوال کے تحریری جواب میں فراہم کی۔لوک سبھا کے رکن عبدالخالق کے سوال کے جواب میں وزیر مملکت برائے محنت و روزگار نے ایوان کو بتایا کہ اپریل 2020 سے دسمبر 2020 تک ای پی ایف کے 7101929 کھاتے بند کردیے گئے،ایک دیگر سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اپریل 2020 سے دسمبر 2020 کے دوران ای پی ایف کھاتوں میں سے 73498 کروڑ روپے کا اخراج کیا گیا جبکہ 2019 میں اسی مدت کے دوران 55125 کروڑ روپے واپس لئے گئے تھے۔مالی سال کے پہلے نو مہینوں کے اعداد وشمار کے مطابق، یہ بات واضح ہے کہ گزشتہ سال اکتوبر میں سب سے زیادہ 1118751 کھاتے بند کیے گئے،جبکہ اس سے قبل ستمبر کے مہینے میں 1118517 کھاتے بند کیے گئے تھے۔(قومی آواز)

گِدھوں کے تحفظ کا منصوبہ

سن اسی کی دہائی تک بھارت میں گِدھوں کی تعداد آٹھ کروڑ سے زیادہ تھی لیکن اس ماحول دوست پرندے کی تعداد اب محض چند ہزار رہ گئی ہے۔اس کی بعض اقسام ناپید ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں،حکومت نے گِدھوں کے تحفظ کے لیے ۲۰۷/کروڑ روپے کی لاگت سے ایک پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا ہے،تاکہ مردہ جانوروں کو کھا کر ماحول کو آلودگی سے بچانے والے اس پرندے کو معدوم ہونے سے بچایا جا سکے۔

انٹرنیشنل یونین فار کنزرویشن آف نیچر (آئی یو سی این) کی ایک رپورٹ کے مطابق مختلف اسباب کی بنا پر بھارت میں گِدھوں کی تعداد میں مسلسل کمی ہوتی جا رہی ہے،گزشتہ صرف ایک عشرے کے دوران تقریباً دو سے چار کروڑ کے قریب گِدھ مر چکے ہیں اور اب ان کی تعداد صرف چند ہزار رہ گئی ہے،جبکہ ان کی تین اقسام کو''انتہائی کمیاب'' نسلوں میں شامل کیا گیا ہے۔

ڈائیکلوفیناک سب سے بڑی دشمن:

ماہرین کہتے ہیں کہ ڈائیکلوفیناک نامی دوا گِدھوں کی سب سے بڑی دشمن ہے۔یہ دوا جانوروں میں درد، سوزش کے علاج اور اسٹرائیڈ کے طور پر انجکشن کے ذریعہ دی جاتی ہے۔۲۰۰۶ء میں ایک رپورٹ میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ ڈائیکلوفیناک کی وجہ سے بھارت، پاکستان، نیپال اور بنگلہ دیش میں ایک عشرے کے دوران گِدھوں کی تعداد میں ننانوے فیصد سے زیادہ کمی واقع ہوگئی ہے، رپورٹ سے یہ بھی پتا چلا کہ جن گِدھوں کی موت ہوئی تھی ،انہوں نے ان مردہ جانوروں کو کھا کر اپنی بھوک مٹائی تھی۔اس رپورٹ کے سامنے آنے کے بعد بھارت، پاکستان اور نیپال نے ۲۰۰۶ء میں ڈائیکلوفیناک پر پابندی عائد کردی جب کہ بنگلہ دیش نے ۲۰۱۰ء میں اس دوا پر پابندی لگائی۔

ڈائیکلوفیناک پر پابندی عائد کیے جانے کے پندرہ برس گزر جانے کے بعد گو کہ اس کے استعمال میں کمی ضرور آئی ہے لیکن یہ کسی نہ کسی شکل میں اب بھی فروخت ہو رہی ہے اور گِدھوں کی موت کا سلسلہ نہیں رک پا رہا ہے، برڈ کنزرویشن انٹرنیشنل نامی جریدے میں ۲۰۲۰ء میں شائع ہونے والی ایک تحقیقی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بنگلہ دیش اور نیپال میں دوا کی دکانوں سے ڈائیکلوفیناک تقریباً واپس لے لی گئی ہے لیکن بھارت میں دوا کی دکانوں میں یہ اب بھی دستیاب ہے،بعض دواساز کمپنیوں نے اسے دوسرے ناموں سے فروخت کرنا شروع کردیا ہے۔

نیا منصوبہ:

حکومت نے گِدھوں کے تحفظ کے لیے اب ایک پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا ہے،اس کے تحت تمام ریاستوں میں بریڈنگ سینٹرز قائم کیے جائیں گے اور ان کی تعداد کی ملک گیر مانیٹرنگ کی جائے گی۔حکومت ڈائیکلوفیناک کی فروخت کے سلسلے میں بھی سخت ضابطے مقرر کرنے کا فیصلہ کرنے والی ہے،دکاندار اب صرف ڈاکٹروں کے نسخوں پر ہی اس دوا کو فروخت کر سکیں گے اور انہیں ان نسخوں کی نقل بھی اپنے پاس رکھنا ہوگی تاکہ بوقت جانچ اسے پیش کر سکیں۔بامبے نیچرل ہسٹری سوسائٹی (بی این ایچ ایس) کے ڈپٹی ڈائریکٹر وبھو پرکاش کا خیال ہے کہ یہ ایک اچھا منصوبہ ہے اور حکومت نے جو ہدف مقرر کیا ہے اگر وہ اسے پانچ برس میں حاصل کر لیتی ہے تو گِدھوں کی حالت آج کے مقابلے پانچ برس بعد کہیں بہتر ہوگی۔تاہم اس کے لیے سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

نائب امیر شریعت مولانا شمشاد رحمانی صاحب کا امارت شرعیہ میں استقبال

مفکر اسلام امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے دارالعلوم وقف دیوبند کے استاذ حدیث وفقہ، مشہور عالم دین، متعدد کتابوں کے مصنف، بہار کی مشہور دینی وعلمی شخصیت جناب مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی زید مجدہم کو امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا نائب امیر شریعت نامزد فرمایا ہے۔ مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب کافی عرصے سے امارت شرعیہ کی مجلس عاملہ اور شوریٰ کے فعال ومتحرک رکن اور فکر امارت شرعیہ کے ترجمان ہیں، آپ ضلع ارریہ کے موضع جھوا کے رہنے والے ہیں اور عرصے سے دارالعلوم وقف دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دے رہیں، ان کی صلاحیت وصالحیت کی بنیاد پر حضرت امیر شریعت مدظلہ نے ان کو نیابت کی ذمہ داری سونپی ہے۔ نائب امیر شریعت بننے کے بعد پہلی بار امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر پھلواری شریف تشریف لانے پر قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب سمیت تمام ذمہ داران وکارکنان نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور نائب امیر شریعت بننے پر انہیں مبارک باددی۔ اس موقع پر امارت شرعیہ کے میٹنگ روم میں ایک استقبالیہ نشست بھی منعقد ہوئی، اس نشست میں تمام ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ کی طرف سے قائم مقام ناظم صاحب نے حضرت نائب امیر شریعت مدظلہ کا خیر مقدم کیا۔ جناب قائم مقام ناظم صاحب نے فرمایا کہ امارت شرعیہ کا نظام سمع و طاعت اور امیر کی اطاعت پر قائم ہے، امارت شرعیہ سے تعلق رکھنے والا ہر فرد حضرت امیر شریعت مدظلہ کے اس حسن انتخاب پر فرحاں وشاداں ہے۔ نائب امیر شریعت زید مجدہ نے بھی کارکنان کے سامنے نصیحت آمیز گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے جس حسن ظن کے ساتھ یہ ذمہ داری ناتواں کاندھے پر ڈالی ہے، اللہ سے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آپ نے اپنے رفقاء کار سے باہمی تعاون ومشورہ سے کام کو مزید قوت کے ساتھ آگے بڑھانے کی تلقین کی، انہوں نے فرمایا کہ اس وقت امارت شرعیہ میں جو کچھ بھی ترقی ہو رہی ہے، اس میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی فکر رسا کے ساتھ آپ حضرات کا عملی تعاون بھی شامل ہے، اگر ہم سب اخلاص وللہیت کے جذبے کے ساتھ اسی طرح کام کرتے رہیں گے تو یہ ادارہ مزید ترقیات کی نئی شاہ راہوں سے گزرے گا اور ملت کو اس سے فائدہ پہونچتا رہے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ملت کو وحدت و اجتماعیت کے ساتھ امیر شریعت کی ہدایت ورہنمائی میں ادارہ کو ترقی دینے کی توفیق بخشے، آمین۔ اخیر میں جناب نائب امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر مجلس اختتام کو پہونچی۔

نکاح کو سادہ اور آسان بنانے کے لیے ہمہ جہت کوششوں کی ضرورت

اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے چلائی جانے والی سادہ اور آسان نکاح مہم وقت کی اہم ضرورت ہے اور جس منظم طریقہ اور وسیع پیانے پر یہ مہم شروع ہوئی ہے اس سے اس بات کی امید جاگی ہے کہ اصلاحی کاموں کی بنیاد مسلم معاشرہ میں مضبوط ہوگی اور خاص طریقہ پر نکاح کے سلسلہ میں پائی جانے والی خرابیاں دور ہوں گی۔ ان زریں خیالات کا اظہار آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری جناب ظفریاب جیلانی صاحب نے ''دانشوران قوم وملت کا پیغام ملت اسلامیہ کے نام'' کے عنوان پر منعقد کی جانے والی آن لائن کانفرنس میں کیا۔ انہوں نے چند قیمتی تجاویز پیش کرتے ہوئے اس مہم کو مسلسل جاری رکھنے کی ضرورت پر بھی زور دیا اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے منعقد کی جانے والی اس آن لائن کانفرنس میں ملک کی ممتاز شخصیات اور کئی اہم تعلیمی اداروں کے سربراہ حضرات نے شرکت کی جناب شاہد لطیف صاحب (مدیر انقلاب) نے اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سادہ اور آسان نکاح مہم کو برادران وطن تک وسیع کرنے کی گذارش کی اسی طرح انہوں نے خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے کاؤنسلنگ کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی اور یہ بھی کہا کہ جلسوں اور کانفرنسوں سے زیادہ عملی نمونوں کی ضرورت ہے۔ مشہور دانشور اور سماجی کارکن قاسم رسول الیاس صاحب (رکن مجلس عاملہ بورڈ وایڈیٹر ماہنامہ افکار ملی) نے اپنے خطاب میں یہ بتایا کہ بورڈ کا ایک اہم کام اصلاح معاشرہ ہے۔ اور اسے وسیع پیانے پر انجام دینے کی ضرورت ہے۔ بورڈ کے کاموں کی الگ الگ جہتیں ہیں لیکن یہ کام مستقل اور مسلسل جاری رہنا چاہیے انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ بورڈ کی جانب سے ہر مسجد میں خطبہ جمعہ بھیجا جانا چاہیے۔ تاکہ اصلاح معاشرہ کا پیغام ہر مسجد کے منبر سے دیا جاسکے۔ اجلاس کے آغاز میں جناب ثناء اللہ صاحب (سابق آئی اے ایس افسر) نے مساجد کو مختلف دینی خدمات کا مرکز بنانے کی بات کہی۔ اس طرح جناب نثار احمد صاحب (سابق آئی پی ایس افسر) نے ولیمہ کی سادگی اور بارات کے خاتمہ کی بات کہی۔ مولانا شبیر احمد ندوی (ناظم مدرسہ اصلاح البنات) نے کرناٹک میں انجام دی جانے والی اصلاحی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ چند دن پہلے بنگلور کے ایک بڑے مالدار گھرانے کی لڑکی کی رسم منگنی ایک بڑے ہوٹل میں انجام پائی اس مہم کے شروع ہونے کے بعد ان سے گفتگو کی گئی تو الحمد للہ انہوں نے سادگی کے ساتھ مسجد میں نکاح کی تقریب منعقد کرنے کے لیے آمادگی ظاہر کی ہے۔ انجمن اسلام ممبئی کے چیئر مین ڈاکٹر ظہیر قاضی نے بورڈ کی اس کوشش کو سراہتے ہوئے یہ کہا کہ ہر علاقہ کے موثر افراد اور اہم جماعتوں اور تنظیموں کو اس مہم سے جوڑنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے یہ کہا کہ اس مہم کے لیے میں اور میرا ادارہ قدم قدم پر ساتھ دینے کے لیے تیار ہے۔ مشہور تعلیمی شخصیت جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب (چیئر مین شاہین ادارہ جات بیدر، کرناٹک) نے اپنے درد دل کا اس طرح اظہار کیا کہ وہ قوم کس طرح سرخرو اور کامیاب ہو سکتی ہے جو اپنے بچوں اور بچیوں کی شادی میں تعلیم سے زیادہ خرچ کرتی ہے چاہیے تو یہ تھا کہ تعلیم پر زیادہ خرچ کیا جاتا اور نکاح سادگی کے ساتھ انجام پاتا۔ مگر افسوس کہ مسلمان تعلیم سے زیادہ شادی پر خرچ کررہے ہیں اور لاکھوں لاکھ روپے فضول برباد کر رہے ہیں، جناب ڈاکٹر عبدالقادر فضلانی صاحب (چیرمین فضلانی انٹرنیشنل اسکول ممبئی) نے اپنے مختصر مگر جامع خطاب میں یہ تجویز پیش کی کہ جو حضرات اپنے یہاں کے نکاح کی تقریبات میں زیادہ خرچ کرنا چاہتے ہیں انہیں اس بات کا پابند کیا جائے وہ نکاح کی تقریب سادگی سے انجام دیں اور بچی ہوئے رقم کو مسجد کی تعمیر یا کسی اسکول اور کالج کے قیام یا کسی اور رفاہی کام میں استعمال کریں، جناب مولانا ڈاکٹر یاسین علی عثمانی (رکن مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کو بھی اس کانفرنس میں شرکت کرنی تھی لیکن وہ اپنی علالت کے سبب شریک نہ ہو سکے۔ آن لائن کانفرنس کا آغاز صبح ساڑھے گیارہ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں مجلس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب (سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے کہا کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم نکاح میں پائی جانے والی خرابیوں اور رسم ورواج کے خلاف طاقتور آواز بلند کریں اور ہر قسم کے مفاسد اور بری باتوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں انہوں نے اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے کی جانے والی اصلاحی کوششوں پر بھی روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ نکاح کو آسان اور سادہ بنانے کے سلسلہ میں بورڈ کی جانب سے ایک اقرار نامہ مرتب کیا گیا ہے جس پر تمام مسالک اور مکاتب فکر کے ذمہ دار حضرات کے دستخط لیے گئے ہیں، اس اقرار نامہ کو جمعہ میں پڑھ کر سنایا جائے اور مصلیان سے سادہ اور آسان نکاح کے سلسلہ میں اقرار کروایا جائے، اسی طرح اس اقرار نامہ کو ہر مسجد میں آویزاں کرنے کی کوشش کی جائے۔ انہوں نے اپنی ابتدائی گفتگو میں یہ بھی بتایا کہ اصلاح معاشرہ کمیٹی کی جانب سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے تربیتی ورکشاپ کا نظام بھی بنایا جارہا ہے اور اس کے لئے باضابطہ ایک نصاب تیار ہو رہا ہے، جس کے ذریعے خوشگوار ازدواجی زندگی کی تربیت دی جائے گی، اصلاح معاشرہ کمیٹی کی جانب سے کی جانے والی اس آن لائن کانفرنس سے ہزاروں لوگوں نے استفادہ کیا، آخر میں مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے صدر مجلس اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا، نیز بطور خاص مولانا محمد شعیب صدیقی صاحب کے لئے بھی انہوں نے کلمات تشکر کہے جن کے زیر نظم یہ کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہوئی، اقرار نامہ نیچے درج ہے۔

نکاح کو سادہ اور آسان بنانے کے سلسلہ میں

اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے تیار کردہ

اقرارنامہ

ہم سب اقرار کرتے ہیں کہ:

(۱) نکاح کو آسان بنائیں گے بے جا رسوم ورواج خاص طریقے پر جہیز کے مطالبہ منگنی، ہلدی، رت جگا سے پرہیز کریں گے۔

(۲) بارات کی رسم کو ختم کرتے ہوئے مسجد میں سادگی کے ساتھ نکاح کا طریقہ اختیار کریں گے۔

(۳) نکاح کی دعوت کا اہتمام صرف بیرون شہر کے مہمان اور گھر کے افراد کیلئے کریں گے۔

(۴) نکاح میں شرکت کریں گے لیکن نکاح کی تقریب والی دعوت طعام سے احتراز کریں گے۔

(۵) دعوت ولیمہ سادگی کے ساتھ، دولت کی نمائش کے بغیر غرباء اور مساکین کا خیال رکھتے ہوئے کریں گے۔

(۶) جس محفل نکاح / دعوت ولیمہ میں سنت وشریعت کا خیال رکھا جائے گا اس کی تائید وستائش کریں گے اس کے بر خلاف عمل پر بھرپور اور واضح اظہار ناپسندیدگی کریں گے۔

(۷) محفل نکاح اور دعوت ولیمہ میں آتش بازی، گانا باجہ، ویڈیوگرافی اور کھیل تماشے سے بچتے ہوئے نکاح کیلئے قیمتی رقعہ اور قیمتی اسٹیج کا استعمال نہیں کریں گے۔

(۸) نوجوان اپنے نکاح کو سادگی کے ساتھ کم خرچ میں انجام دیں گے، اس کے برخلاف کسی بیرونی دباؤ کو قطعاً برداشت نہیں کریں گے۔

(۹) نکاح کے طے شدہ وقت کی سختی سے پابندی کریں گے۔

(۱۰) نکاح کے بعد سنت وشریعت کے مطابق خوشگوار ازدواجی زندگی گزاریں گے اور اپنی بیوی کے ساتھ بہتر سلوک کر کے اللہ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کریں گے۔

(۱۱) اولاد کی نعمت میسر آنے پر اس کی بہتر تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں گے اور اسے پابند سنت وشریعت بنانے کی حتی الامکان کوشش کریں گے۔

تمام برادران اسلام سے درخواست ہے کہ آپ اوپر لکھی گئی باتوں کا اقرار کریں اور ان پر عمل کا مزاج بنائیں کہ یہ شریعت کی پسند اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حضرت امیر شریعت کی صحت کے لیے خصوصی دعاؤں کی اپیل

مفکر اسلام امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی اس وقت علیل ہیں اور پٹنہ کے پارس ایچ ایم آر آئی اسپتال میں آئی سی یو میں زیر علاج ہیں، ائمہ مساجد وعلماء سے خصوصی گزارش کی جاتی ہے کہ پانچوں نماز کے علاوہ قبولیت کے مخصوص اوقات میں حضرت امیر شریعت کی صحت کے لیے خصوصی دعاء فرمائیں۔ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی علالت کی خبر سے پورے ملک کے مسلمانوں میں بے چینی ہے، ہر جگہ دعاؤں کا اہتمام کیا جارہا ہے، حضرت امیر شریعت کی شخصیت امت مسلمہ کیلئے ایک عظیم نعمت ہے، حضرت کی نگرانی وسرپرستی میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، رحمانی فاؤنڈیشن، رحمانی تھرٹی، جامعہ رحمانی اور دیگر سیکڑوں ادارے مختلف میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں، موجودہ وقت میں جب کہ ہندوستانی مسلمان مختلف مسائل سے پریشان ہیں، حضرت امیر شریعت کا بیمار پڑنا مسلمانوں کے لئے سخت تشویش کا باعث ہے، اس لیے تمام عوام وخواص

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah

Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Scanned with CamScanner

مودی حکومت جمہوری اور وفاقی نظام کو تباہ و برباد کرنے پر آمادہ

سپریم کورٹ کے سینئر وکیل پرشانت بھوشن نے کہا ہے کہ جب بولنے کی ضرورت تھی تو کیجریوال خاموش تھے۔ لیکن اب جبکہ مودی حکومت نے ان کی حکومت پر حملہ کیا ہے تو وہ چیخ پڑے ہیں۔

موجودہ مرکزی حکومت آزادی کے بعد قائم ہونے والی ایسی پہلی حکومت ہے جو انتہائی بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ ملک کے جمہوری اور وفاقی نظام کو تباہ و برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ کہنے کو تو حکومت آئین کا نام لیتی ہے لیکن عملاً غیر آئینی اقدامات کرنے میں یقین رکھتی ہے۔ اس کو یہ قطعی پسند نہیں کہ ملک میں جمہوریت باقی رہے یا وفاقی نظام مضبوط ہو۔ وہ یکے بعد دیگرے آئین و جمہوریت کو کمزور کرنے کے اقدامات کرتی رہتی ہے۔

چونکہ مرکز کے ساتھ ساتھ ملک کی تمام ریاستوں پر حکومت کرنا بی جے پی کا خواب ہے اس لیے وہ اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کی ہر جائز ناجائز ترکیب استعمال کرتی ہے۔ جن ریاستوں میں بی جے پی کی حکومت نہیں ہے وہاں حکومت کے اختیارات چھیننے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی مرکزی فلاحی اسکیموں کا بجٹ روک کر تو کبھی دوسرے طریقوں سے۔ ایسا کرنے کا مقصد عوام میں اپوزیشن پارٹیوں کی حکومتوں کو بدنام کرنا ہے تاکہ عوام ان سے بدظن ہو جائیں اور اگلے الیکشن میں بی جے پی کو ووٹ دیں۔ بی جے پی کی اس ہوس کی تازہ شکار بنی ہے دہلی کی حکومت۔ گزشتہ دو اسمبلی انتخابات میں شرمناک شکست ابھی تک بی جے پی سے ہضم نہیں ہو سکی ہے۔

دہلی کے وزیر اعلیٰ اروند کیجری وال کا الزام ہے کہ مرکزی حکومت نے عام آدمی پارٹی کے ممبران کو خریدنے کی کوشش کی لیکن جب وہ اس میں ناکام رہی تو اس نے ایک دوسرا حربہ اختیار کیا۔ اور اس طرح چور دروازے سے دہلی پر حکومت کرنے کا پلان بنایا۔ اس کے لیے اس نے جو طریقہ اختیار کیا وہ انتہائی غیر آئینی ہے اور سپریم کورٹ کی پانچ رکنی آئینی بنچ کے فیصلے کے منافی ہے۔ اس نے گزشتہ دنوں ”جی این سی ٹی ڈی بل“ پارلیمنٹ سے منظور کروایا جس کے ذریعے دہلی کی منتخب حکومت کے اختیارات چھین لیے گئے اور مرکز کے مقرر کردہ لیفٹیننٹ گورنر کو زیادہ اختیارات دے دیئے گئے۔ اس بل میں کہا گیا ہے کہ دہلی حکومت کا مطلب ایل جی۔ یعنی اب جب بھی دہلی حکومت یا دہلی سرکار کہا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا لیفٹیننٹ گورنر۔ گویا منتخب حکومت کی اب کوئی وقعت نہیں ہے۔ جو کچھ ہے وہ ایل جی ہے۔ ابھی تک تین شعبے ایسے تھے جو مرکز کے پاس تھے۔ یعنی زمین، پولیس اور لا اینڈ آرڈر۔ ان تینوں شعبوں کے سلسلے میں دہلی حکومت کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ جو بھی انتظامی فیصلے کرتی اس کے لیے ایل جی کی منظوری ضروری نہیں تھی۔ لیکن مذکورہ بل کے مطابق دہلی حکومت کوئی بھی انتظامی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ ایل جی جس فیصلے کو چاہیں گے مسترد کر دیں گے۔

تمام اپوزیشن پارٹیوں نے اس بل کی مخالفت کی تھی۔ لیکن پہلے لوک سبھا سے اسے منظور کروایا گیا اور اس کے بعد راجیہ سبھا سے۔ راجیہ سبھا میں

سہیل انجم

اپوزیشن کے واک آوٹ کے درمیان صوتی ووٹوں سے اسے منظور کر لیا گیا۔ سپریم کورٹ کے سینئر وکیل اور کانگریس رہنما ابھیشیک منو سنگھوی نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ میں اب تک جتنے بھی بل پیش کیے گئے یہ بل اب تک کا سب سے مہلک اور غیر آئینی بل ہے۔ ان کے مطابق آئین میں کہا گیا ہے کہ دہلی کو ایک مکمل ریاست کا درجہ ملنا چاہیے اور وہ انتظامات جو دوسری ریاستوں پر نافذ ہوتے ہیں اس پر بھی نافذ ہوں گے۔ البتہ زمین، پولیس اور لا اینڈ آرڈر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے بھی مودی حکومت نے دہلی حکومت کے اختیارات چھیننے کی کوشش کی تھی جس کے بعد دہلی حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی تھی۔ اس معاملے میں ابھیشیک منو سنگھوی بھی ایک وکیل کی حیثیت سے پیش ہوئے تھے۔ اس وقت سپریم کورٹ کی پانچ رکنی آئینی بنچ نے دہلی حکومت کے اختیارات کو ایل جی کے اختیارات پر ترجیح دی تھی۔ سنگھوی کا کہنا ہے کہ مذکورہ بل نہ صرف یہ کہ آئین کی دفعہ ۲۳۹/اے اے کے منافی ہے بلکہ سپریم کورٹ کے فیصلے اور وفاقی روح کے بھی خلاف ہے۔

وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال اور نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا کا کہنا ہے کہ مرکز نے دہلی پر حکومت کرنے کے لیے چور دروازے کا استعمال کیا ہے۔ سسودیا کے مطابق حکومت آئینی و قانونی ماہرین سے تبادلہ خیال کر رہی ہے اور جو بھی ضروری ہوگا کیا جائے گا۔ کانگریس سمیت دیگر تمام اپوزیشن پارٹیوں نے اس کی شدید انداز میں مخالفت کی ہے۔ قائد حزب اختلاف کانگریس لیڈر ملکارجن کھرگے نے بھی حکومت کے اس فیصلے کی شدید مذمت کی ہے۔

حالانکہ اس سے قبل تمام پارٹیوں نے دہلی کو مکمل ریاست کا درجہ دلانے کا وعدہ کیا تھا۔ بی جے پی نے بھی اپنے کئی انتخابی منشور میں یہ وعدہ کیا تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ دہلی کے عوام نے اسے دہلی پر حکومت کرنے کا موقع نہیں دیا تو اس نے ہاتھ گھما کر کان پکڑ لیا۔ دراصل یہ حکومت ترقی کی نہیں تنزلی کی حامی ہے۔ اس نے اس سے پہلے جموں و کشمیر میں وفاق کو تباہ کیا اور ایک مکمل ریاست کو مرکز کے زیر انتظام دو خطوں میں تبدیل کر دیا۔ اس کا بھی مقصد دہلی سے کشمیر پر حکومت کرنا ہے۔ اب اس نے یہی کام دہلی میں کیا ہے۔ دوسری ریاستوں میں بھی وہ اسی قسم کی حرکتیں کرتی ہے اور ان کے اختیارات چھیننے کی کوشش کرتی ہے۔

لیکن بعض تجزیہ کاروں اور سیاسی مبصروں کا خیال ہے کہ اس صورت حال کے لیے وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال بھی ذمہ دار ہیں۔ انھوں نے پہلے دور حکومت میں مرکز سے لڑائی کرنے کو اپنی عادت بنالی تھی۔ دوسری مدت میں اگرچہ انھوں نے ٹکراؤ کی پالیسی نہیں اپنائی لیکن مختلف امور پر ایل جی سے ان کا ٹکراؤ ہوتا رہا ہے۔

بعض مبصرین اس سے بھی آگے کی بات کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آج کیجریوال کو مودی حکومت کے اس فیصلے سے جھنجلاہٹ ہو رہی ہے لیکن انھوں نے بھی روایتی سیاست دانوں کی مانند اپنا کردار بنالیا ہے۔ جب وہ سیاست میں آئے تھے تو انھوں نے ایک الگ قسم کی سیاست کی بات کی تھی اور کچھ دنوں تک انھوں نے الگ انداز میں سیاست کو اپنایا بھی لیکن رفتہ رفتہ وہ بھی روایتی سیاست دانوں کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ انھوں نے بی جے پی کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا۔ جب مرکزی حکومت نے جموں و کشمیر کی دفعہ ۳۷۰ کا خاتمہ کیا اور ایک مکمل ریاست کو مرکز کے زیر انتظام دو خطوں میں تقسیم کیا تو انھوں نے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔

اس کے علاوہ انھوں نے سی اے اے کے خلاف شاہین باغ کے احتجاج کے معاملے میں اگرچہ بی جے پی کی پالیسی نہیں اپنائی لیکن ان کی پالیسی عوام اور بالخصوص سی اے اے مخالف طبقات کے حق میں بھی نہیں تھی۔ انھوں نے نہ تو اسمبلی الیکشن سے قبل، نہ اس کے دوران اور نہ ہی اس کے بعد شاہین باغ کے احتجاجیوں کی حمایت کی یا ان کے حق میں آواز اٹھائی۔ انھوں نے بالکل بے اعتنائی برتی۔ حالانکہ یہ مسلمان اور دہلی کے انصاف پسند طبقات ہی تھے جنھوں نے ووٹ دے کر ان کی پارٹی کو کامیاب بنایا اور ان کی حکومت قائم کروائی تھی۔

معاملہ یہیں تک نہیں ہے۔ جب شمال مشرقی دہلی میں مسلم مخالف فساد برپا ہوئے تو اس وقت بھی انھوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا اور ان کا رویہ بھی بالکل بی جے پی لیڈروں جیسا رہا۔ اب بھی انھوں نے ایک پولیس افسر کے قتل پر اس کے بھائی کو ملازمت دینے کا اعلان تو کیا ہے لیکن فساد میں تباہ حال مسلمانوں کی مدد اس طرح سے نہیں کی جیسی کہ کی جانی چاہیے۔ انھوں نے فساد زدگان کے ساتھ کسی ہمدردی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ بلکہ فساد کے دوران وہ بالکل خاموش رہے۔

اور اب انھوں نے بھی ہندوتوا کی راہ اپنالی۔ بی جے پی نے ملک میں نام نہاد دیش بھکتی کی جو ہوا چلا رکھی ہے عام آدمی پارٹی بھی اس ہوا میں بہہ گئی۔ دہلی حکومت بھی نصاب میں دیش بھکتی کا کورس شامل کرنے جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ اس حکومت نے اعلان کر رکھا ہے کہ رام مندر کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد وہ دہلی کے سینئر سٹیزنس کو ایودھیا کی مفت سیر کرائے گی اور ان کی آمد و رفت اور قیام و طعام کا خود بندوبست کرے گی۔

سپریم کورٹ کے سینئر وکیل پرشانت بھوشن نے کہا ہے کہ جب بولنے کی ضرورت تھی تو کیجریوال خاموش تھے۔ لیکن اب جبکہ مودی حکومت نے ان کی حکومت پر حملہ کیا ہے تو وہ چیخ پڑے ہیں۔ اگر انھوں نے پہلے آواز اٹھائی ہوتی تو ممکن ہے کہ ان کے ساتھ ایسا نہیں ہوا ہوتا۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۵/۳۴۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار)

کائنات خاتون بنت محمد خلیل الرحمن مرحوم مقام گھوٹ ڈاکخانہ جلکی ضلع کٹیہار۔ فریق اول

بنام

محمد جرشاد عالم ولد عبدالحمید مقام باسا گاؤں ڈاکخانہ جلکی ضلع کٹیہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار میں عرصہ چار سال سے غائب و لاپتہ ہونے، نان و نفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵/شوال المکرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۷/جون ۲۰۲۱ روز سوموار کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان و ثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳/۲۳۹/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رشید العلوم گریڈیہہ)

نکہت پروین بنت محمد منیر مقام جمناڈیہہ، ڈاکخانہ ناوا گڑھ چٹی تھانہ راج بھورا، ضلع گریڈیہہ۔ فریق اول

بنام

فخرالدین خان ولد عبدالغنی خان مرحوم مقام بیرم پور، ڈاکخانہ داتا گنج، تھانہ داتا گنج ضلع بدایوں شریف۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رشید العلوم گریڈیہہ جھارکھنڈ میں عرصہ چار سال سے غائب و لاپتہ ہونے، نان و نفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/شوال المکرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۸/جون ۲۰۲۱ روز منگل کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان و ثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

السر: علامات پرہیز اور علاج

معدہ ہمارے جسم کا انتہائی اہم عضو ہے، جس کی خرابی سے پورے جسم کے اعضاء متاثر ہوتے ہیں۔ معدہ ہی ہضم شدہ خوراک کے ذریعے ہمارے جسم کو قوت اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اگر معدہ ہی خراب ہو جائے تو پھر جسم کو قوت اور توانائی نہیں مل سکتی معدے کی خرابی میں سب سے اہم کردار غذائی بے اعتدالی کا ہے یعنی متوازن خوراک کا نہ ہونا۔ مسلسل ایسے کاموں میں لگا رہنا جس سے جسم ساکت رہتا ہو اور ورزش بالکل نہ ہو پاتی ہو ایسے حالات میں معدہ خراب ہو جاتا ہے، اور اس کے سنگین اثرات رونما ہونے لگتے ہیں، او راس کی وجہ سے معدہ کی مختلف بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں، ان بیماریوں میں سے ایک السر بھی ہے۔ اس مرض کی مندرجہ ذیل علامتیں ہیں۔

درد: زخمِ معدہ کا درد غذا کھانے کے فوری بعد یا بعض مریضوں میں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کے بعد شروع ہوتا ہے، رات کے وقت کبھی درد نہیں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس زخمِ اثنیٰ عشر مریضوں کو رات (دو بجے) کو درد ہوتا ہے اور غذا کھانے کے بعد درد میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔

جسمانی اور ذہنی دباؤ: زخمِ اثنیٰ عشر کی شرح دماغی کام کرنے والے افراد (جیسے کہ ڈاکٹروں، لیڈروں، بنک ملازموں، ادیبوں، فن کاروں، صحافیوں، قلمکاروں) میں بہت زیادہ ہوتی ہے جبکہ زخمِ معدہ کی شرح جسمانی کام کرنے والے افراد میں زیادہ ہوتی ہے۔

اُلٹی: اگر مریض کو اُلٹی کے بعد درد میں نمایاں کمی محسوس ہوتی ہے تو یہ زخمِ معدہ کی طرف واضح اشارہ ہے۔ زخمِ اثنیٰ عشر کے مریض کو اُلٹی کی شکایت نہیں ہوتی ہے۔ اس کے بجائے وہ "دل جلنے" کی شکایت کرتے ہیں۔ وہ اکثر چھاتی کے بائیں جانب نیچے درد محسوس کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ قدرے بے چینی محسوس کرتے ہیں۔

وجوہات

معدے کے السر کی بڑی وجہ مصالحہ دار سالن، مرغن غذاؤں کا بے بہا استعمال ہے۔ علاوہ ازیں مادیت کے اس دور میں انسان زبردست ذہنی تناؤ، پریشانی و فکر میں مبتلا ہے۔ ذہنی تناؤ، پریشانی و فکر، الجھن اور ڈپریشن معدے کے السر کی بڑی وجوہات میں شامل ہیں۔ معدے کا السر ان لوگوں میں زیادہ ہوتا ہے جن کے والدین میں یہ بیماری پائی جائے۔

معدے کا السر کیوں؟

معدے سے گیسٹرک جوس خارج ہوتا ہے جس میں تیزاب اور پیپسن (Pepsin) ہوتے ہیں۔ یہ خوراک کے ہضم ہونے میں مدد دیتے ہیں۔ بعض اوقات مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر تیزاب HCl اور پیپسین زیادہ مقدار میں خارج ہوتے ہیں اور خوراک کو ہضم کرنے کی بجائے معدے کو ہضم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ HCl ایسڈ اور پیپسین معدے کے اوپر والی تہہ Epithelium کو ختم کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے پاخانے میں خون آجاتا ہے اور معدے میں شدید درد محسوس ہوتا ہے۔

علاج: لال مرچ کا ہمارے گھروں میں بے جا اور فراخدلانہ استعمال ہوتا ہے۔ اگر آپ السر معدہ میں مبتلا ہیں تو آج ہی لال مرچ کو خیر باد کہہ دیجیے۔ سالن میں کالی مرچ استعمال کریں۔ اس کا ذائقہ لال مرچ سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس کے علاوہ مرغن غذاؤں سے مناسب پرہیز بھی ضروری ہے۔ بھوک رکھ کر کھانا اور کم کھانا بھی بہت ضروری ہے۔ اسپغول کا چھلکا اور دہی کا باقاعدہ استعمال کریں۔ دودھ ایک نیچرل Antacid ہے۔ صبح و شام ایک گلاس استعمال کریں۔ کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیں۔ مرغن اور ثقیل غذاؤں سے پرہیز کریں۔ ہمیشہ بھوک رکھ کر کھانا کھائیں۔ سلاد، ہرے پتے والی سبزیاں، تازہ پھل اور اُن کا جوس کثرت سے استعمال کریں۔

سرجری: اگر مندرجہ بالا طریقہ ہائے علاج سے السر معدہ ٹھیک نہ ہو تو پھر سرجری کے علاوہ اور کوئی طریقہ علاج باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ السر کسی وقت بھی پھٹ کر جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ مختلف قسم کے آپریشن السر معدہ کے لیے کیے جا سکتے ہیں اور آپریشن کر کے السر سے متاثرہ حصہ نکال دیا جاتا ہے۔ اس کے علاج کے لیے مختلف قسم کی دوائیں مختلف برانڈز کے ساتھ دستیاب ہیں۔ اگر ان دواؤں کو ڈاکٹر کے مشورہ سے صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو ان کا ضرور اثر ہوتا ہے۔ مگر دوائیں استعمال کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ السر پیدا کرنے والے تمام عناصر کا جائزہ لیا جائے۔ اگر ان عناصر کو دور کر دیا جائے تو دواؤں کی بالکل ضرورت نہیں رہتی لیکن دوا لینا اگر ضروری ہو تو ڈاکٹر کے مشورہ سے مقامی کمپنی کی سستی دوا استعمال کریں۔

آسان اور متبادل علاج: جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ السر زیادہ، حساس اور چٹ پٹی غذا کھانے کے شوقین لوگوں کو زیادہ متاثر کرتا ہے اور ان عناصر سے السر کی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے السر کے علاج کے لیے سب سے پہلی اور اہم ضرورت ان عناصر پر قابو پانا ہے۔ بغیر دواؤں کے السر کے علاج کے لیے مندرجہ ذیل آسان ہدایات پر عمل کریں۔

☆ سب سے پہلے زندگی میں ٹھہراؤ پیدا کریں۔ ہر کام تحمل سے کریں۔ سوچ سمجھ کر فیصلے کریں۔ ہر کام شروع کرنے سے پہلے اس کے تمام پہلوؤں پر غور کریں اور کسی بھی حالت میں اپنا فوری ردعمل نہ دکھائیں۔ مثبت سوچ اپنائیں۔ ☆ سادہ طرز زندگی اپنائیں۔ سادہ اور متوازن غذا کھائیں۔ بھوک رکھ کر کھانا کھائیں۔ ☆ لال مرچ سے مکمل پرہیز کریں۔ ☆ صبح شام دودھ یا دہی یا شربت میں اسپغول کا چھلکا ملا کر استعمال کریں۔ ☆ صبح شام ایک چمچہ شہد اور دو چمچ زیتون کا تیل ملا کر استعمال کریں۔ ☆ زیادہ گھی اور تیل والی تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز کریں۔ ☆ چائے، کافی اور کولا ڈرنکس سے پرہیز کریں۔ ☆ معدے کے السر کے مریض، دن میں دو یا تین مرتبہ دو عدد کیلے کھا کر دودھ کا گلاس نوش فرمائیں۔ مرض میں فوری افاقہ ہوگا۔ ☆ معدہ کے السر کے حامل افراد کے لیے لامنٹ جوس مفید ثابت ہوتا ہے۔ ☆ بکری کا تازہ دودھ السر کے مریضوں کے لیے شافی غذا ہے، دن رات کم از کم تین بار نوش کیا جائے۔ ☆ آنتوں کے السر کے مریضوں کے لیے قدرت نے گوبھی میں شفاء رکھی ہے۔ گوبھی کا جوس دن میں مختلف وقفوں میں پینے سے شفاء ملتی ہے۔

هفتۂ رفتہ — راشد العزیری ندوی

بہار کے بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ایک ہزار روپے کا بھتہ

محکمہ پلاننگ اور ترقیات کی تجویز پر حکومت بہار نے امدادی بھتہ منصوبہ کو آئندہ پانچ سالوں تک بڑھا دیا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت اب پہلے کی طرح 25-20 سال کے بارہویں پاس بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کی تلاش میں مدد کرنے کے لئے روزگار بھتہ دیا جائے گا۔ اس کے تحت مستفیض کو ایک ہزار روپے فی ماہ کے حساب سے زیادہ سے زیادہ دو سال تک بھتہ ان کے بینک کھاتہ میں دیا جائے گا۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ رقم صرف انہیں کو دی جائے گی جنہوں نے ۱۲ ویں کے بعد پڑھائی چھوڑ دی ہے۔ واضح ہو کہ اس منصوبہ کی شروعات سال ۲۰۱۷ء میں کی گئی تھی۔ اس کے تحت ابھی تک پانچ لاکھ سے زائد نوجوانوں کو دیا جا چکا ہے۔ ابھی تک نوجوانوں کو 650 کروڑ روپے سے زائد کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔ حکومت نے نئی ہدایت کے بعد اب سال 2021 سے 2026 تک ہر سال 150 کروڑ کے حساب سے کل 750 کروڑ روپے کی ادائیگی کی جانی ہے۔ اس کے علاوہ خاص بات یہ بھی ہے کہ اگر ہدف سے زائد درخواست آتے ہیں، تب بھی انہیں نامنظور نہیں کئے جائیں گے۔ کاغذات کی جانچ کے بعد بھتے کی ادائیگی مستفیض کے بینک کھاتہ میں شروع کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آن لائن درخواست بھی دیے جا سکتے ہیں۔ منصوبہ کو لیکر کوئی جانکاری یا مدد لینی ہو تو اس کے لیے سبھی ضلعوں میں ضلع رجسٹریشن اور مشاورت مرکز کام کر رہے ہیں۔

پنچایت انتخاب کے دوران ملازمین کی موت پر لواحقین کو ملے گا معاوضہ

بہار میں پنچایت انتخاب جلد ہی ہونے والا ہے، مکھیا کے ساتھ ساتھ سرپنچ، وارڈ ممبر، سرپنچ، پنچایت سمیتی ممبر اور ضلع پریشد ممبران کے لئے بھی انتخابات ہوں گے۔ کورونا مدت کے دوران نتیش حکومت نے پنچایت انتخابات کے حوالے سے ایک بڑا فیصلہ لیا ہے کہ اگر پنچایت انتخابات کے دوران کورونا سے کسی سرکاری ملازم کی موت ہو جاتی ہے تو حکومت اس کے لواحقین کو ۳۰ لاکھ روپے دے گی۔ کابینہ کے ایڈیشنل چیف سکریٹری سنجے کمار نے کہا کہ عام انتخابات کی طرح پنچایت انتخابات میں اہلکاروں کی فطری موت پر بھی ۱۵ لاکھ کا معاوضہ دیا جائے گا۔ اسی طرح کسی بھی حملہ میں زخمی ہونے پر لواحقین کو ساڑھے سات لاکھ کا معاوضہ دیا جائے گا۔ اگر انتخابات کے دوران کووڈ ۱۹ کی وجہ سے موت ہوتی ہے تو ۳۰ لاکھ کا معاوضہ دیا جائے گا۔

بی جے پی کے خلاف متحد ہوں: ممتا بنرجی

مغربی بنگال میں دوسرے مرحلہ کی ووٹنگ سے ایک روز قبل ٹی ایم سی کی سربراہ ممتا بنرجی نے حزب اختلاف کی جماعتوں کے لیڈران کو خط لکھا ہے۔ ممتا بنرجی نے خط کے ذریعے اپوزیشن لیڈران سے اپیل کی ہے کہ جمہوریت کی بقا کے لئے بی جے پی کے خلاف متحد ہو جائیں۔ ٹی ایم سی کی لیڈر ممتا بنرجی نے غیر بی جے پی لیڈران کو ذاتی طور پر خط ارسال کیا۔ ممتا بنرجی نے خط میں حزب اختلاف کے لیڈران سے جمہوریت کی بقا کے لئے متحد ہونے کی اپیل کی ہے۔ ممتا بنرجی نے یہ خط 15 غیر بی جے پی لیڈران کے نام لکھا ہے۔ خط میں ممتا بنرجی نے لکھا، "میرا خیال ہے کہ جمہوریت اور آئین پر بی جے پی کے حملوں کے خلاف یکجا ہونے اور موثر جدوجہد کرنے کا وقت آ گیا ہے۔" ممتا بنرجی نے جن لیڈران کو خط لکھا ہے ان میں کانگریس سربراہ سونیا گاندھی اور اروند کیجریوال جیسے لیڈران شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ممتا بنرجی نے این سی پی کے لیڈر شرد پوار، ڈی ایم کے کے سربراہ ایم کے اسٹالن، سماجوادی پارٹی کے سربراہ اکھلیش یادو، آر جے ڈی لیڈر تیجسوی یادو، مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ ادھو ٹھاکرے، جھارکھنڈ کے وزیر اعلیٰ ہیمنت سورین، دہلی کے وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال، اوڈیشہ کے وزیر اعلیٰ نوین پٹنائک، آندھرا کے وزیر اعلیٰ جگن ریڈی کے علاوہ کے ایس ریڈی، فاروق عبداللہ، محبوبہ مفتی اور دیپانکر بھٹاچاریہ کو بھی خط ارسال کیا ہے۔

۹ ریاستوں میں آٹھویں تک کے اسکول بند

نئے تعلیمی سال کا یکم اپریل سے آغاز ہو جائے گا، اس دوران ملک میں کورونا میں تیزی سے اضافہ کے پیش نظر مدھیہ پردیش، مہاراشٹر دہلی، پنجاب اور چھتیس گڑھ سمیت ۹ ریاستوں نے پہلی سے آٹھویں تک کے اسکولوں کو بند کر دیا ہے، لیکن بہار اور ہریانہ میں پہلی سے ۱۲ ویں تک کلاسیز چلتے رہیں گے۔ ریاستی حکومت کا کہنا ہے کہ حالات پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ ضرورت محسوس ہونے پر اسکولوں کو بند کیا جا سکتا ہے۔ جھارکھنڈ میں پہلے سے آٹھویں تک کے اسکول اگلے حکم تک بند کر دیے گیے ہیں۔ نویں سے بارہویں تک ک کلاسیز چلتے رہیں گے۔ یہاں گزشتہ سال لاک ڈاؤن کے بعد سے اب تک آٹھویں ں تک کے اسکول نہیں کھل سکے ہیں۔

کورونا ویکسین کا دوسرا ڈوز لینے کے بعد بھی ۳ ڈاکٹر پازیٹیو

پورے ملک میں کورونا سے نجات پانے کے لیے ویکسینیشن کی کارروائی تیز کر دی گئی ہے۔ اس درمیان ملک کے کئی حصوں سے ویکسین لگنے کے بعد پازیٹیو ہونے کی کچھ خبریں سامنے آرہی ہیں۔ اس درمیان بہار میں دوسرا ڈوز لگانے کے ایک مہینہ کے بعد کورونا پازیٹیو ہونے کا معاملہ سامنے آیا ہے۔ جو چونکا دینے والا ہے۔ نالندہ میڈیکل کالج اسپتال کے شعبہ امراض اسپتال میں تعینات ایک مرد ڈاکٹر نے گزشتہ ۲۲ فروری کو ویکسین کا دوسرا ڈوز لیا تھا۔ اس کے ایک مہینہ بعد ان کی کرونا جانچ رپورٹ پازیٹیو آ گئی۔ نالندہ میڈیکل کالج اسپتال کے شعبہ امراض اطفال میں تعینات ایک لیڈی ڈاکٹر نے گزشتہ ۲۴ فروری کو ویکسین کا دوسرا ڈوز لیا تھا۔ ۲۸ دن بعد ان کی کورونا جانچ رپورٹ بھی پازیٹیو ہے، انہیں بھی کورنٹائن کر دیا گیا ہے، اس اسپتال کے ہی ایک اور ڈاکٹر کی بھی جانچ رپورٹ پازیٹیو آ گئی۔ انہوں نے ایک مہینہ قبل کورونا ویکسین کا دوسرا ڈوز لیا تھا، وہ بھی اس وقت کرونٹائن ہیں۔ کورونا پازیٹیو پائے گئے تینوں ڈاکٹروں میں کورونا کی علامات تھیں۔

Volume:61/71,Issue:14 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

نہیں کھیل اے داغؔ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
(داغؔ دہلوی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

غرور، ایک مہلک مرض

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب

کچھ کمزوریاں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر انسان کی اپنی ذات تک محدود رہتی ہیں اور بہت معمولی ہوتی ہیں۔ لیکن ان کا اثر معاشرہ پر پڑتا ہے اوراس کے بڑے خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں، انہیں میں تکبر اورغرور بھی ہے۔ غرور کا تعلق عام طریقہ پر انسان کا اپنی ذات سے ہوا کرتا ہے، انسان اپنی کسی خصوصیت ،کسی امتیاز، یا کسی جوہر کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے آگے سمجھتا ہے اور دوسرے کو اپنے سامنے کمتر درجہ کا خیال کرتا ہے، انسان کبھی اپنے حسب ونسب، کبھی مال ودولت، منصب وشہرت، کبھی علم وعمل اور کبھی حکومت وقوت کی بنا پر اپنے مقابلہ میں دوسروں کو کچھ سمجھتا نہیں، برتری کا نشہ اس پر ہروقت سوار رہتا ہے، جس کا نتیجہ دوسروں سے کٹ جانے کی شکل میں سامنے آتا ہے، اس کے اور دوسرے افراد کے درمیان ایک غیر محسوس دیوار کھڑی ہوجاتی ہے اور تکبر کرنے والا اگر کسی سے ملتا بھی ہے تو دیوار کی اوٹ باقی رہتی ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ملیں تو جھک کر، راستہ سے گذریں تو دوسرے سلام کرتے جائیں، جہاں پہنچے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیں، ہر معاملہ میں اس کی رائے آخری سمجھی جائے، وہ ہر مجلس کا صدر اور ہر کارواں کا میر کارواں بننا چاہتا ہے۔

بظاہر یہ معمولی سی خامی بہت بڑی کمزوری ہے، قرآن مجید نے واضح طور پر ایسے لوگوں کے بارے میں کہا ہے:"انه لايحب المستكبرين"(نحل) وہ اللہ تعالیٰ غرور کرنے والوں کو نہیں پسند کرتا ہے، خدائے تعالیٰ کے نہ پسند کرنے کے جو خطرناک نتائج دنیا اور آخرت میں سامنے آسکتے ہیں، ان میں سے ایک کا تذکرہ قرآن مجید نے یوں کیا ہے: فبئس مثوى المتكبرين "تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ بہت برا ہے۔"(زمر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، جس طرح یہ متکبر اور مغرور دوسرے انسانوں سے کٹ جاتا ہے اور غیر محسوس دیوار پڑجاتی ہے ،ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخرت میں بھی خدائے تعالیٰ نیک انسانوں سے اس مغرور مخلوق کو دور رکھے گا، اور جب سے قرآن مجید نے صاف لفظوں میں ایسے لوگوں کی تنبیہ کی ہے اور اپنے دل کو صاف کرنے کی تعلیم دی ہے، جنہوں نے تکبر اور غرور کو اپنے دلوں میں بسایا ہے، ساتھ ہی تکبر کے جو مظاہر اور علامتیں نظر آتی ہیں ان پر بھی روکا ہے ایک جگہ ارشاد ہوا" لاتمش في الارض مرحا انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا"(بنی اسرائیل)"زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو، اس طرح سے تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکو گے اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکو گے۔"

تکبر کی اور بھی علامتیں ہیں جن سے خدا اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چھوٹی علامتوں پر بھی صحابہ کو تنبیہ فرمائی ہے اور ایسا انداز اختیار کرنے سے روکا ہے، جس سے غرور کی بوآتی ہو، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک صحابی کی لنگی پر گئی، وہ نیچے لٹکتی جارہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة" جو شخص غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا نیچے کرے گا خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔"

غرور اور تکبر کی علامتیں بہت سی ہیں، علامتیں خواہ نمایاں ہوں یا نہ ہوں، اس مرض کو اپنے سے دور ہی رکھنا چاہئے، جب اندر سے یہ مرض دور ہوگا ظاہر پر اس کے اثرات، علامتیں اور نشانیاں خود بخود مٹتی جائیں گی، اور انسان میں انسانی جوہر اور اخلاقی بلندی آتی جائے گی، وقتی ترقیوں، حال کی آسانیوں اور جاہ ومنصب، عزت وشہرت کی وجہ سے دل میں کسی طرح کی گندگی نہ آئے اور ظاہر پر غرور کے چھینٹے نہ پڑیں، یہ اللہ کے اچھے بندے اور اونچے انسان کی بنیادی پہچان ہے، غرور کے تمام ساز وسامان، تکبر کا ہر سہارا اور گھمنڈ کے تمام ذرائع اور وسائل عارضی ہیں اور انہیں آج نہ سہی کل ختم ہوجائیں گی، بڑے بڑے سرکش اپنا وقت گذار کر چلے گئے، فرعون وہامان کا تکبر وغرور ان کی زندگی کے ساتھ رخصت ہوگیا، آخرت میں یہ چیزیں کام نہیں آسکیں، وہاں تو انسان کی شرافت ودیانت، عبادت، ریاضت اور انسانیت ہی کام آسکتی ہے، اس لئے زندگی کے اس روگ کو دور کرکے تواضع وخاکساری، نرم خوئی اور میانہ روی اختیار کرنا چاہئے، اور اللہ کے بندوں کے دلوں کو توڑ کر مخلوق سے منہ موڑ کر زمین پر اکڑ کر چلنے سے بہتر یہ ہے کہ انسان قرآن مجید کی اس آیت کے سانچہ میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرے۔"وعبادالرحمن الذين يمشون على الارض هونا "خدا کے بندے تو وہ ہیں، جو زمین پر نرمی اور فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔

اور انسان یہ سمجھے کہ وہ کمزور تھا، خدا نے اسے قوت دی، وہ محتاج تھا، خدا نے اسے دوسروں کی محتاجی سے نکالا۔ الله الذى خلقكم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة" (روم) اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں کمزور حالت سے پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت دی، اور اس بات کو مدنظر رکھے، آج کی قوت کل پھر کمزوری میں بدل جائے گی اور اکڑنے والا انسان زندگی کا آخری سفر نہایت بے بسی اور لاچاری کے عالم میں دوسروں کے کاندھوں پر کرے گا۔

مستحکم جمہوریت کے لئے اپوزیشن کا مضبوط ہونا ضروری

عارف عزیز (بھوپال)

ہندوستان میں ایک مستحکم جمہوریت کیلئے اپوزیشن پارٹیوں کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ مرکز میں جب سے نریندر مودی زیر قیادت حکومت آئی ہے اپوزیشن پارٹیوں کی قوت گویائی بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلب کرلی گئی ہے۔ سب سے بڑی اپوزیشن کے موقف سے محروم پارٹیوں کو باہمی اتحاد کے لئے بھی آپسی رسہ کشی میں مبتلا دیکھا جارہا ہے۔

2004ء میں کانگریس زیر قیادت جس یو پی اے کو تشکیل دیا گیا تھا، اس میں غیر بی جے پی، غیر فرقہ پرست پارٹیاں شامل تھیں۔ اب کانگریس ہی اپنی قیادت کیلئے فکرمند ہے تو یو پی اے کو چیرپرسن کی تلاش بھی مشکل ہوجائے گی۔ سیاسی پارٹیوں کی عوامی رابطہ میں کمی سے بھی زوال شروع ہوجاتا ہے۔ ہر پارٹی کو جو انتخابات میں کمزور مظاہرہ کرتی ہے، اپنی ناکامی کے بعد عوامی رابطے کو ازسرنو زندہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن کانگریس کی قیادت خود اپنے وجود کو لیکر فکرمند ہے اور پارٹی کی قیادت سنبھالنے کا مسئلہ تعطل کا شکار ہوجائے تو ہر ریاست، ضلع، گاؤں میں پارٹی کی شاخ کے قائدین اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کا مسئلہ جوں کا توں رہ جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ آج قومی سطح پر اپوزیشن پارٹیوں کو اپنے استحکام کیلئے فکرمند ہونا پڑ رہا ہے۔ ویسے ہندوستانی سیاست میں کبھی بھی کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ سیاست میں کب کیا ہوگا یہ کہا نہیں جاسکتا۔ راہول گاندھی نے کانگریس صدر کا عہدہ سنبھالنے سے انکار کردیا ہے۔ اس سے صاف ہوجاتا ہیکہ پارٹی کو بہت جلد نیا صدر ملے گا۔ سابق کی طرح سونیا گاندھی کانگریس صدر کی حیثیت سے مستعفی ہونے کے بعد یو پی اے چیرپرسن کی حیثیت سے برقرار تھیں لیکن اس مرتبہ صورتحال یکسر برعکس ہے۔

یو پی اے میں شامل پارٹیوں میں این سی پی کے علاوہ مغربی بنگال کی ممتا بنرجی پارٹی ترنمول کانگریس اور ٹاملناڈو کی ڈی ایم کے پارٹی لیڈر ایم کے اسٹالین بھی یو پی اے کی قیادت کیلئے دعویدار ہوسکتے ہیں لیکن ان قائدین کو بھی بی جے پی کی وجہ سے اپنی سیاسی جدوجہد میں بھی سیاسی سمت کا تعین کرنے میں مشکل آرہی ہے۔

کانگریس کے نوجوان قائدین جیسے راہل گاندھی نے اپنی ہی پارٹی کو کمزور کردیا ہے تو وہ یو پی اے کو مضبوط بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ اس تناظر میں اگر ہر سیکولر پارٹی بی جے پی کے خلاف مضبوط اتحاد بنانے میں ناکام ہوتی ہے تو پھر بی جے پی بھی اپنی سیاسی بالادستی کے ساتھ راج کرے گی اور اس ملک کی جمہوریت کمزور ہوجائے گی۔ بی جے پی حکومت کی اہلیت اور قابلیت اور کارکردگی سے واقف عوام کو افسوس اس بات کا ہے کہ اب ملک میں بی جے پی کے مقابل متبادل سیاسی طاقت یا سیاسی لیڈر نہیں ہے جو یو پی اے کی قیادت کرتے ہوئے اس اتحاد کو طاقت بخشے گا۔ بی جے پی نے سب سے پہلے جو کام کیا ہے وہ سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کو کمزور کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ سیاسی جماعتوں کو کمزور کرکے مضبوط قیادتیں تیار کرنے میں کامیاب بی جے پی دن بہ دن قوی ہورہی ہے۔ بی جے پی کے اندر سیاسی طاقت نے اپنی خوب نشوونما کرلی ہے اور دن بہ دن پروان بھی چڑھ رہی ہے لیکن اپوزیشن کانگریس اتحاد کو اپنے بہتر مستقبل کے لئے اچھے لیڈر کو تلاش کرنے میں تاخیر ہورہی ہے اگر اسی طرح کا تعطل برقرار رہا تو پھر کانگریس کو اپنی قیادت کیلئے متبادل لیڈر کی تلاش تک مزید زوال کا شکار ہونا پڑے گا۔

سونیا گاندھی کی جگہ کانگریس کو ایک حرکیاتی نوجوان قیادت کے ساتھ ساتھ دوراندیش اور معاملہ فہم لیڈر کی ضرورت ہے تاکہ آج مرکز کی چالاک قیادت کی سازشوں کو ناکام بنانے میں کامیاب ہوسکے۔

WEEK ENDING-05/04/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail :naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب   قیمت فی شمارہ-/8 روپے   ششماہی-/250روپے   سالانہ -/400روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner